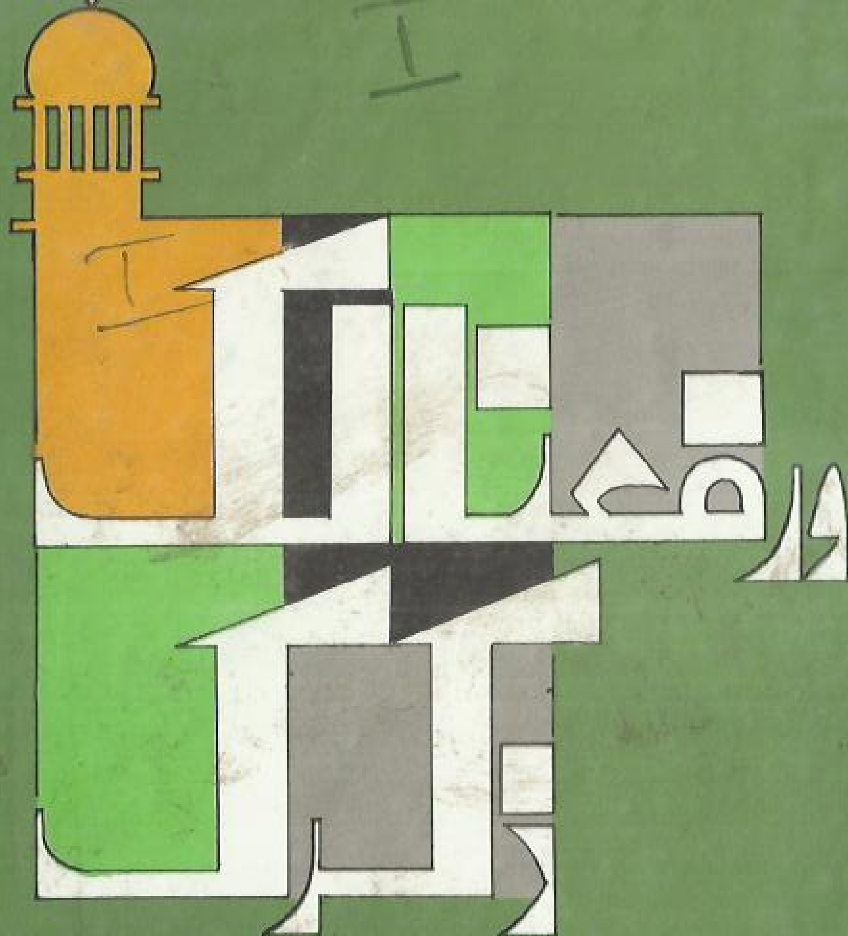


راجا رشید محمود

وَرفعنالک ذکرک

۱ ۳ ۸ ۹ ۷

نعتیں

راجا رشید محمود

— ناشر —

مکتبۂ عالیہ ○ لاہور

اشاعتِ اوّل : (پالور پبلشرز) ۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء
اشاعتِ دُوُم : (اختر کتاب گھر) ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء
اشاعتِ سوم : (مکتبہ عالیہ لاہور) ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء

کتاب	ورفعنا لک ذکرک
موضوع	نعت ومناقب
تصنیف	راجا رشید محمود۔ ایم اے
تقدیم	ڈاکٹر سید عبداللہ
	اشفاق احمد
تقاریظ	حفیظ تائب۔ ایم اے
	پروفیسر محمد منور

قطعہ ہائے تاریخ ضیا محمد ضیا، رضی شیرازی، قمر یزدانی، فدا حسین فدا

تزئین وکتابت محمد یوسف نگینہ

مطبع : ایف۔ ڈی پرنٹرز، لاہور

قیمت : ۵۵ روپے

یکے از مطبوعات : مکتبہ عالیہ، اُردو بازار، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم



الم نشرح لک صدرک ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظہرک

ورفعنا لک ذکرک

فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا فاذا

فرغت فانصب والی ربک فارغب

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

(حضور! آپ ہر عیب سے پاک پیدا فرمائے گئے ہیں
گویا جیسے آپ نے خود چاہا، ویسا ہی اللہ تعالیٰ نے
آپ کو پیدا کیا)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

حضرت علامہ بوصیری علیہ الرحمۃ کے نام

انھوں نے قصیدۂ بُردہ لکھا تو حبیبِ کبریا
(علیہ التحیۃ والثنا) کے کرم سے انھیں صحت
عطا ہوئی ــــــ

میں نے یہ نعتیں کہیں تو شافیٔ مطلق نے مجھے
طویل علالت سے نجات بخشی

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِىْ مَنْ اَلُوْذُ بِهٖ

سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

(اے تمام مخلوق سے بزرگ و برتر! آپ کے سوا کوئی ایسا نہیں ہے جس سے میں حادثۂ عام کے واقع ہونے سے پناہ چاہوں)

امام شرف الدین محمد بن سعید بوصیری علیہ الرحمۃ

چہرہ

حمد

نعت

مناقب

شعر و شاعر

جذبات تشکّر و امتنان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[illegible]

حمدِ خالقِ خاتم النبیینؐ

۱ ۹ ۶ ۷ ۷

اس بیکسی میں دل کو مرے ٹیک لگ گئی
شہرہ سُنا جو رحمتِ بے کس نواز کا
تُو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم
دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِ حجاز کا

——— حسنؔ بریلوی





ایک برقی رو لپکتی ہے مرے احساس میں
جلوہ فرما تو ہے میرے پردۂ انفاس میں

کیوں نہ مل جائے اسے لَاتَقْنَطُوْا کی پھر نوید
جب اتر آئے کرم تیرا نگاہِ یاس میں

کیوں نہ بن جائے ہماری زندگی بھی اِک مثال
یاد تجھ کو گر رکھیں خُوش حالی وافلاس میں

تو ہویدا ہے اگر عُسرت زدوں کی آہ سے
بس گیا ہے متقی اشخاص کی بُو باس میں

ملتِ بیضا کا ہے رُوح و رَواں تیرا خیال
تیرے دم سے زندگی ہے قوم کی ہر آس میں

تُو نے سرکارِ دو عالم میں انھیں یکجا کیا
وہ خصائص جو تھے نوحؑ و عیسیٰؑ و الیاسؑ میں

تیرے ہی دم سے طبائع میں بھی پیدا اختلاف
ہے تنوع لذتوں کا گر تمام اجناس میں

صلوا علیہ وآلہ

خاتم الانبیاء سلام علیک

۱ ۳ ۵ ۹ ۷



حمدِ بے حد ہے سزاوارِ خدائے دوجہاں
جس کا ذکرِ پاک ہے وجہِ قرارِ قلب وجاں

انضباطِ کائنات اِک حرفِ کُن سے کردیا
انبساط وغم کا خالق کون ہے اس کے سوا

آگ کو حدت عطا کی ہے، روانی آب کو
پھول کو رنگت تو نزہت گلشنِ شاداب کو

اس کے جلووں کا ہے مظہر یہ جہانِ کن فکاں
بے نشاں خود ہے، نشاں اس کے ہیں عالم میں عیاں

ابنِ آدم کے لیے کردی مسخّر کائنات
سب علوم اس کو سکھائے از پئے عرفانِ ذات

ہیں نمایاں اس کی قدرت کے کرشمے دہر میں
زندگی امرت کو دی ہے، موت ڈالی زہر میں

مُلحد و زندیق ہوں یا متّقی و پارسا
خالق و رازق وہی سب کا ہے وہ سب کا خدا

شکر اس کی نعمتوں کا کیا ہو بندوں سے ادا
بیکراں رحمت ہے اس کی، لُطف ہے بے انتہا

اس کی عظمت کو پہنچ سکتے نہیں فکر وخیال
اس کا ہے ذکرِ مقدّس ماورائے قیل وقال

جس طرح بے مثل ہے محمُود ربِّ ذوالجلال
ہے حبیبؐ اس کا جہاں میں بے نظیر وبے مثال



چشمِ اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شانِ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ دیکھے

—— علامہ اقبال علیہ الرحمۃ



رواں ہے کاروانِ رنگ و بُو سرکار کے دم سے
دو عالم کی رگوں میں ہے لہو سرکار کے دم سے

من و تو کی ہے گنجائش کہاں، سب کچھ اُنھی سے ہے
کہ میں سرکار کے دم سے ہوں، تو سرکار کے دم سے

مرے آئینۂ دل میں ہے عکسِ ذاتِ ضو افگن
میں ہوں ہر دم خدا کے رُوبرُو سرکار کے دم سے

نہیں تھے وہ تو رب کو ماننے والا نہ تھا کوئی
معانی آشنا ہے لفظِ ھُوْ سرکار کے دم سے

کریں ہم کیوں نہ اپنی آبرو سرکار پر قرباں
کہ ہے قائم ہماری آبرو سرکار کے دم سے

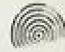
وہ محبوبِ خدا ہیں، وجہِ تخلیقِ دو عالم ہیں
ہوئے آباد سارے کاخ و کُو سرکار کے دم سے

انھی کے نور سے یہ محفلِ ہستی ہوئی روشن
چراغاں ہے جہاں میں چار سُو سرکار کے دم سے

لگن بخشی ہمیں سرکار نے اِبطالِ باطل کی
شعار اپنا ہے حق کی جستجو سرکار کے دم سے

رسُولِ پاک کی نعتیں نہ کیوں محمود گائیں ہم،
ملا ہے ہم کو ذوقِ گفتگو سرکار کے دم سے





آرزوئے دید میں آخر اثر اتنا تو ہو

وادیٔ بطحا میں جا پہنچے بشر، اتنا تو ہو
سرنگوں ہوں اُن کے آگے کج کلاہانِ جہاں

شاہِ دیں کے خادموں کا کرّ و فر اتنا تو ہو
ذکرِ آقا میں خیال آئے جُونہی اعمال کا

آستیں اشکِ ندامت سے ہو تر، اتنا تو ہو
نزع کی حالت میں میرے لب پہ ہو نامِ حضور

مجھ سے خاطی کی دُعا میں بھی اثر اتنا تو ہو
زندگی رستے میں گر گزرے تو گزرے شوق سے

روضۂ اطہر ہو مقصودِ سفر، اتنا تو ہو
ہے یہی میری تمنّا، ہے یہی دل کی مُراد

سرورِ کونین کا مل جائے در، اتنا تو ہو
آپ کے در پر پہنچنے کی سعادت ہو نصیب

ہم کو ہونا پڑ نہ جائے در بدر، اتنا تو ہو
اور تو فردِ عمل کی بات کیا، جو ہے سو ہے

دیکھ لیں گے سرورِ کونین، ڈر اتنا تو ہو
کیجیے اُن کے غلاموں کی غلامی اختیار
اور تو محمود کیا کرنا ہے، پر اتنا تو ہو





جس کی نظروں میں زرِ پائے پیمبر چمکے
سامنے اس کے نہ گنجینۂ گوہر چمکے

بخت ذرّے کے جو یاور ہوں، عرب تک پہنچے
خاکِ طیبہ سے لگے، مہر سے بڑھ کر چمکے

رُو برُو گنبدِ خضرا کے پہنچ جاؤں اگر
مجھ زیاں کار کا بھی نقشِ مقدّر چمکے

ذہن میں دشتِ مدینہ کا تصوّر آیا
پھُول الفت کے مری شاخِ نظر پر چمکے

جب بھی آیا ہے کوئی زائرِ طیبہ واپس
کتنے تارے مری پلکوں کے اُفق پر چمکے

آپ کے فیض سے ہم خلق میں اشرف ٹھہرے
آپ کے نور سے یہ خاک کا پیکر چمکے

دن پہ بھی رات کا منظر تھا مسلّط پہلے
رُوئے پُر نور سے ہر صبح کے تیور چمکے

ذکر اُن کا ہے تو ہر لب کا مقدّر بن جائے
یاد اُن کی ہے تو سینوں میں اُتر کر چمکے

اُس کو اللہ ولی کہہ کے مراتب بخشے
ان کی سیرت جو کسی شخص کے اندر چمکے





مرے کام آئیں یہ مژگان و ابرو یا رسول اللہ
جو ان سے دے سکوں طیبہ میں جھاڑو یا رسول اللہ

کوئی تکلیف ہو، اُس کا ازالہ آپ سے ہوگا
مرض جیسا بھی ہو، ہے اس کا دارو "یا رسول اللہ"

خدا بھی اور قدسی بھی ہوتے ہیں ہم زباں میرے
کبھی آیا جو میرے لب پہ "صَلُّوا" "یا رسول اللہ"

سر آنکھوں پر اسے ہم نے بٹھایا ہے ارادت سے
نظر آئی ہے جس میں آپ کی خو یا رسول اللہ

خدا کہتا ہے، سب کے واسطے رحمت محمدؐ ہیں
کرم فرما ہوئے ہیں آپ ہر سُو یا رسول اللہ

ہو کیا تعریف چہرے کی، خدا مداح ہے جس کا
طلوعِ صبح کا مظہر ہیں گیسو یا رسول اللہ

لیا ہے آپ سے درسِ محبت اہلِ دنیا نے
جہاں میں آپ کی پھیلی ہے خوشبو یا رسول اللہ

نہ ہوں کیوں آپ دونوں مہرباں محمودؔ مذنب پر
زباں پر اس کی دو نعرے ہیں یا ہُو، یا رسول اللہ





لب پہ ہے ذکر آپ کا باچشمِ نم شاہِ امم
آپ کا شاعر ہے محتاجِ کرم شاہِ امم

میری نظروں میں شہنشاہانِ عالم ہیچ ہیں
آپ کی مدحت میں چلتا ہے قلم شاہِ امم

اِدّعا انفاس کا ہے آپ کا ذکرِ حسیں
نعت گوئی ہے مرا حُسنِ رقم شاہِ امم

آپ کی الفت کی قلب و رُوح میں گر ضو نہ ہو
ہے مرا موجود ہونا بھی عدم شاہِ امم

فیض سے جن کے ہوا روشن دیارِ زندگی
اپنے سر آنکھوں پہ وہ نقشِ قدم شاہِ امم

آپ کے رُتبے کا کیا ادراک ہو انسان کو
آپ ہیں چشمِ خدا میں محترم شاہِ امم

نکبت و اِدبار سے ہم کو چھڑا سکتے ہیں آپ
خوار و رُسوا ہیں زمانے بھر میں ہم شاہِ امم



میرا فکر و فن نبی کے ذکر تک محدُود ہے
خالقِ کونین کا مجھ پر کرم ہے، جُود ہے

حُبِّ پیغمبر پہ ہے حبِّ خدا کا انحصار
میرے آقا کی اطاعت، طاعتِ معبُود ہے

شرطِ ایماں ہے کہ اقرارِ رسالت بھی کرو
صرف اقرارِ الُوہیت یہاں بے سُود ہے

ہم زمانے میں رہیں گے خستہ حال و خوار و زار
پیروی سیرت کی ہم میں جب تک مفقُود ہے

ہے خداوندِ جہاں کے لُطف و رحمت کی یہ شکل
مصطفیٰ کا دو جہاں پر فیضِ لامحدُود ہے

نُورِ حق سے پائیں گے قلب و نظر اس کے جِلا
جس کا چہرہ راہِ طیبہ میں غبار آلُود ہے

اس پہ بھی الطاف و رحمت کی نظر ہو، اے خدا
اک غلامِ جاں نثارانِ نبی محمُود ہے





مہرباں ہم پہ ہے ربِ آقا کی نسبت کے سبب
خُلد میں جائیں گے ہم ان کی محبت کے سبب

خالق و مخلوق کے ممدوح ٹھہرے ہیں حضور
کاملیت کی بدولت، اوّلیت کے سبب

زندگی آساں ہوئی ان کی شریعت کے طفیل
آدمی انساں ہُوا ان کی ہدایت کے سبب

حشر میں صبحِ شفاعت بھی کرم فرمائے گی
جُرمِ عصیاں پر مری شامِ ندامت کے سبب

سیم و زر کی کثرت و قلت نہیں پیشِ نظر
صاحبِ ثروت ہوں میں ایماں کی دولت کے سبب

قوم پر اِدبار و نکبت کے اندھیرے چھا گئے
اُن کے انکارِ حسیں سے اجنبیت کے سبب

تا ابد ہیں ہم نشینِ شہ ابوبکرؓ و عمرؓ
مرتبے کیا کیا ملے اُن کو رفاقت کے سبب

مجھ پہ ہے محمُود سرکارِ دوعالم کا کرم
نعت گو ہوں آپ کی چشمِ عنایت کے سبب







بادۂ عشقِ پیمبر چاہیے
یہ نشہ ہم کو برابر چاہیے

گوہرِ دیدار گر درکار ہو
گوشۂ چشمِ غمیں تر چاہیے

کرب سے نکھرے گا اور ان کا خیال
دل کے آئینے کو جوہر چاہیے

ان کے در پر حاضری کے واسطے
الفت و اخلاص کا زر چاہیے

زائرو! ذکرِ حرم کرتے رہو
کچھ علاجِ قلبِ مضطر چاہیے

دشمنِ جاں کی بھلائی کے لیے
وسعتِ ظرفِ پیمبر چاہیے

جو خدائے پاک کا محبوب ہو
اس حسیں پیکر کو کیونکر چاہیے

ذہن میں ان کا تصوّر ہو مکیں
دل میں ان کی یاد مضمر چاہیے

نعتِ ممدوحِ خدا کے واسطے
لمعۂ اسلوبِ داور چاہیے

تذکرہ حضرت کا ہوتا ہو جہاں
ایسی مجلس میں نگوں سر چاہیے

حاصلِ احساس ہے لاحاصلی
اب تو کچھ ذکرِ پیمبر چاہیے

قریۂ مہ کو سدھاریں اہلِ دہر
مجھ کو تو سرکار کا در چاہیے

رُوح بھی شاداب ہو ہی جائیگی
ذکرِ آقا میں زباں تر چاہیے





محمد مصطفیٰ، خیر البشر، محبوبِ داور ہے
شرافت، حلم، ایثار و سخاوت کا وہ پیکر ہے

فدا اس پر مرے ماں باپ، جو ہے رحمتِ عالم
مرا آقا ہے مخلوقِ خدا کا محسنِ اعظم

محبّت اور اخوّت کی ہمیں تعلیم دی جس نے
رواداری کا برتاؤ کیا دشمن سے بھی جس نے

جو مخلوقِ خدا کے کام آتا تھا بہر صورت
غریبوں، بے نواؤں پر سدا کرتا رہا شفقت

پسند اس نے نہ رنگ و نسل کی تفریق فرمائی
خدا ترسی فضیلت کے لیے معیار ٹھہرائی



جہاں سے ہر بُرائی میرے آقا نے مٹا ڈالی
وہ جس نے اِک نئی تہذیب کی آکر بنا ڈالی

جب اپنے دل میں انساں کی ترقی کے لیے ٹھانی
تو انساں کو سکھائیں مستقل اقدارِ روحانی

وہ حق گوئی کا مظہر، استقامت کا حسیں پیکر
جو رحمت بن کے آیا، وہ خدا کا خاص پیغمبر

وہی کام اس سے ہیں منسوب، جن سے ہے خدا راضی
کوئی دیکھے تو اس کی سادگی، ایثار، فیاضی

زمانے بھر پہ اس نے اپنی سیرت کا اثر ڈالا
فساد و فتنہ و شر سے جہاں کو پاک کر ڈالا

وہ جس کے حکم پر تسلیم کی عادت ضروری ہے
بزرگوں کا ادب، ماں باپ کی طاعت ضروری ہے

تحمل، صبر، نیکی اور دیانت جس نے سکھلائی
وہ محبوبِ خدا، جس کی ثنا قرآں نے فرمائی

اُسی کے ذکر سے محمود کے دل نے سکوں پایا
اسی کے فیض سے فکر و عمل میں انقلاب آیا



المدد، محبوبِ ربِّ ذوالمنن — ہے یہ عصرِ نو نہایت پُر فتن
آپ ہیں تخلیقِ عالم کا سبب — آپ سے ہے رونقِ ہر انجمن
آپ سے ہے انشراحِ رُوح و دل — آپ سے ہے ارتباطِ جان و تن
ہے مبارک نُطقِ آنحضرت کا ذکر — ہیں مرے جذبات بھی گل پیرہن
کثرتِ عصیاں کا ہو اب خوف کیا — اُن کا دریائے کرم ہے موجزن
لب پہ ہے مدح و ثنا کی روشنی — دل میں ہے عشق و ارادت کی کرن
مصطفیٰ کے چہرۂ پُر نور پر — سورۂ والشمس کی دیکھو پھبن
نُورِ لطف و مرحمت سرکار کا — میرے جان و دل پہ ہے پرتو فگن
آپ کے انوار سے روشن ہوئے — شہر و دشت و وادی و کوہ و دمن
شہرِ طیبہ کی نسیمِ جاں فزا — ہے دماغوں کے لیے مُشکِ ختن

اسمِ پاکِ مصطفیٰ کا فیض ہے
مٹ گئے محمود کے رنج و محن







سرخیلِ اہلِ علم و ادب ہیں شہِ عرب
حق کی طرف سے آپ کا اُمّی ہے گو لقب

پائیں گے ہم وقار خدا کی جناب میں
ہوگا ہمارے دل میں محمّد کا عشق جب

سرمایۂ بہارِ تمنّا حضور ہیں
دل ہے تو مطمئن ہے لظر ہے تو بے تعب

دل میں ہے سیرِ وادیٔ بطحا کی آرزو
آنکھوں کو دیدِ گنبدِ خضرا کی ہے طلب

دارالشفائے رحمتِ عالم نظر میں ہے
دنیا کے ہر مرض کا فقط ہے یہی مطب

اِک ذرّہ اور چاہ کرے مہر و ماہ کی
دیدِ حضور کی بھی تمنّا ہے کیا عجب

میں ایک برگِ خشک ہوں طیبہ کی راہ میں
مجھ کو اُڑا کے لے ہی چلی صرصرِ طلب

طیبہ سے کم تعلّقِ خاطر انھی کو ہے
شیطان ہر قدم پہ دکھاتا ہے جن کو چھب

منزل خدا رسی ہے محبّت کے دین کی
تکریمِ مصطفیٰ ہے فقط جادۂ ادب

سمجھو کہ تم کو اذنِ حضوری عطا ہُوا
محمودؔ بزمِ نعتِ محمّد میں آؤ جب



زمانے بھر میں جاری چشمۂ فیضانِ طیبہ ہے
رسول اللہ کا نقشِ قدم عنوانِ طیبہ ہے

دو عالم پر رسولِ پاک کی فرمانروائی ہے
شہنشاہِ مکان و لامکاں سلطانِ طیبہ ہے

فدا ہوں میں عرب کی سرزمیں کے ذرّے ذرّے پر
اگر دل ہے نثارِ کعبہ، جان قربانِ طیبہ ہے

خدا کی میزبانی کا شرف حاصل ہُوا اُس کو
وہ خوش قسمت مسافر، آج جو مہمانِ طیبہ ہے

رسول اللہ ہیں بے شک ہدایت کے مہِ کامل
صحابی ہے جو اُن کا، اخترِ تابانِ طیبہ ہے

جمالِ گنبدِ خضرا مقدّر ہی سے ملتا ہے
ہر اک زائر کے دِل پر لطفِ بے پایانِ طیبہ ہے

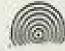
زہے عظمت کہ مکّہ چھوڑ کر آئے یہاں آقا
زہے رفعت کہ جبریلِ امیں دربانِ طیبہ ہے

اسے حاصل ہے عظمت مسکنِ محبوبِ داور کی!
ہر اک مدحت خدا کے فضل سے شایانِ طیبہ ہے

مدینہ گلشنِ رُشد و ہُدیٰ ہے، باغِ وحدت ہے
نبی کا جو بھی ساتھی ہے، گُلِ بُستانِ طیبہ ہے

نظر افروز ہے محمودؔ کی نعتوں کا ہر مصرع
کہ اس کے قلب و جاں میں ضوفگن ارمانِ طیبہ ہے





ہم کو نصیب معرفتِ کبریا تو ہو
محکم تعلقِ شہِ ارض و سما تو ہو

عشقِ نبی کی فصل وقارِ بہار ہے
مانوس قلب و ذہن کی آب و ہوا تو ہو

مشکل نہیں ہے شاہِ مدینہ سے رسم و راہ
لیکن گریز پائیِ حرص و ہوا تو ہو

قانونِ مصطفیٰ ہے ہر اک مسئلے کا حل
اس راہ پر چلیں تو سہی، ابتدا تو ہو

ہر خوف سے کرے گا خدا اُس کو بے نیاز
حضرت کے ساتھیوں کا کوئی ہمنوا تو ہو

حرفِ غلط ہوں روح و بدن کے سبھی مرض
حاصل درِ حضور کی خاکِ شفا تو ہو

پھوٹیں گی پھر شجرِ انساں کی کونپلیں
پہلے ہماری رُوح میں نخلِ وفا تو ہو

آنکھیں ہوں مُستنیر زیارت سے آپ کی
نوکِ مژہ سے اشکِ تمنا بہا تو ہو

پائے گا بارگاہِ رسالت سے ہر مراد
محمودؔ کی طرح کوئی مدحت سرا تو ہو





ہے رومی، رضا، اقبال، جامی
تری مدحت کی نسبت سے گرامی

شہا ان زندگی کی تلخیوں میں
تری ہی دَین ہے یہ شادکامی

اگر تیری نظر پڑ جائے آقا
ہُنر بن جائے گی ہر میری خامی

مجھے جورِ زماں سے خوف کیوں ہو
شہِ کونین ہیں جب میرے حامی

کسی مُرسل کی اب حاجت نہیں ہے
رسالت مصطفیٰ کی ہے دوامی

مصائب سے رہائی بخشتا ہے
محمدّ مصطفیٰ کا نامِ نامی

سدا گھولے گی رس گوشِ زمن میں
رسولِ پاک کی شیریں کلامی

درِ خیر الوریٰ تک میں نہ پہنچا
یہ ہے محمودؔ میری ناتمامی





ہے کفر و شرک کا ہم پر دباؤ یا رسُول اللہ
ہمیں اللہ کے در پر جھکاؤ یا رسُول اللہ

حوادث کے سمندر کی تلاطم خیز موجوں میں
ہوئی ہے زندگی کاغذ کی ناؤ یا رسُول اللہ

مداوا ہو سکے، ان پر شفا کا ہاتھ رکھ دیجے
لگائے ہیں زمانے نے جو گھاؤ یا رسول اللہ

کہیں قعرِ مذلّت میں نہ اپنی قوم کھو جائے
ہمیں اب خوابِ غفلت سے جگاؤ یا رسُول اللہ

مرے خوابوں کی دنیا میں کبھی تشریف لے آؤ
جہاں سے اب ہے میرا چل چلاؤ یا رسُول اللہ

دلِ محزوں تڑپتا ہے کہ دیکھے گنبدِ خضرا
نظر کا سوئے طیبہ ہے جھکاؤ یا رسُول اللہ

تمھی ہو چارہ سازِ اہلِ درد و غم تو ہم کس کو
دکھائیں جا کے اپنے دل کے گھاؤ یا رسُول اللہ

تمھاری ذات دنیا میں سحابِ لطف و رحمت ہے
بجھاؤ میرے عصیاں کا الاؤ یا رسُول اللہ

تمھاری نعت ہے صبح و مسا محمود کے لب پر
تمھارے عشق کا دل میں رچاؤ یا رسُول اللہ





چھائی گھٹا ذنوب کی گھنگھور یا رسول
کیجے نگاہِ لطف مری اور یا رسول

کیا نورِ مصطفیٰ کو وہ پہچان پائیں گے
دیدے ہی جن کے ہو چکے ہوں کور یا رسول

لب پر ہو تیری یاد اور دل میں تری وفا
دن ہو کہ رات، شام ہو کہ بھور یا رسول

"للہ اس طرف بھی شفاعت کی اِک نظر"
ہر سمت ہو گا حشر میں یہ شور یا رسول

جس کے عمل میں تیری محبّت کی بُو نہیں
وہ دین کا حقیقتاً ہے چور یا رسول

اپنے دیارِ قدس میں بُلوایئے ہمیں
اپنا نہیں ہے اور کوئی ٹھور یا رسول

نغماتِ نعت میرے لبوں پر رہیں مدام
قائم رہے جو سانس کی یہ ڈور یا رسول

پھر بھی اُگے ہیں عشق و محبت کے اس میں پھول
گرچہ ہے میرے دل کی زمیں شور یا رسول

محمود اور کچھ بھی نہ چاہوں خدا سے میں
طیبہ میں بن سکے جو مری گور یا رسول







طیبہ کی سرزمیں میں مکیں ہیں تجلّیاں
کہتا ہے کون، عرش نشیں ہیں تجلّیاں

خورشید و ماہتاب و کواکب کو دیکھیے
نورِ نبی کے زیرِ نگیں ہیں تجلّیاں

سو اختیار ان کو گمان و خیال پر
اِک اعتبارِ حسنِ یقیں ہیں تجلّیاں

دونوں جہاں پہ فیضِ رسالت مآب ہے
دونوں جہاں سے ان کی حسیں ہیں تجلّیاں

نورِ رسُولِ پاک سے دنیا ہے مُستنیر
محدُود طیبہ تک تو نہیں ہیں تجلّیاں

روشن نہ کیوں حریمِ خیال و شعور ہو
عشقِ نبی کی دل میں مکیں ہیں تجلّیاں

نورِ نبی ہے میری نگاہوں میں جلوہ ریز
روح و روانِ قلبِ حزیں ہیں تجلّیاں





شبنمی آنکھوں میں ڈھونڈو گے توانائی کہاں
ذکرِ طیبہ کے سوا نخلِ مسیحائی کہاں

ہم نہ جب تک ان کی دِکھلائی ہوئی رہ پر چلیں
حوصلہ کیسا، تیقن کیا، شکیبائی کہاں

دہر بھر کی ہر صداقت کو پرکھ کر دیکھ لو
جو حدیثِ مصطفیٰ میں ہے، وہ سچائی کہاں

میری تنہائی پہ پرتو ہے حرا کا، ثور کا
وادیِ قلب و نظر میں محفل آرائی کہاں

گنبدِ خضرا سے دُوری، بخت کی لاحاصلی
سوچ کے گنبد میں ہوں محصُور، گویائی کہاں

نعتِ محبوبِ خلائق گر نہ ہو لب پر مرے
پیکرِ تخئیل میں وہ حسن و زیبائی کہاں

دین و دنیا کا الم نا التفاتی آپ کی
ملتفت ہوں آپ تو پھر غم کی گیرائی کہاں

خادمانِ مصطفیٰ کا غاشیہ بردار ہوں
دیکھ لو، پہنچا بتقریبِ شناسائی کہاں

آپ کے نقشِ کفِ پا ہی کا سب اعجاز ہے
وہ نہ جب تک آئے، رُتِ نو بہار آئی کہاں

یہ حقیقت میں تھا اعجازِ تکلّم آپ کا
سنگریزوں کو وگرنہ تابِ گویائی کہاں

فضلِ مولا ہے وگرنہ مصطفیٰ کی نعت میں
میرا اے محمود ذوقِ خامہ فرسائی کہاں







والضحیٰ ہو کہ سورۂ یٰسین
ہے یہ میرے حضور کی تحسین

مدحتِ مصطفیٰ ہے مدحِ خدا
سیرتِ مصطفیٰ کا نام ہے دین

نورِ خیر البشر کے جلووں سے
رشکِ صد آسماں ہوئی ہے زمیں

آپ ہیں باعثِ سکونِ حیات
آپ سے ہے قرارِ قلبِ حزیں

کیوں نہ روشن ہو کائنات مری
ماہِ طیبہ ہے میرے دل میں مکیں

بحر ہے مدحتِ شہِ کونین
اور مری نعت ایک دُرِّ ثمیں

مدحِ ممدوحِ کبریا کے طفیل
ہو گئے ہیں تخیّلات حسیں

وہ جگہ تو سفر کا ہے آغاز
جس جگہ تھک گیا ہے سدرہ نشیں

فیض گستر ہیں سارے عالم پر
میرے آقا، حرا کے گوشہ گزیں

سب ہیں دریوزہ گر اسی در کے
جس کا حاجب ہُوا ہے روحِ امیں

ان کا محمود نام لیوا ہے
جن کے دونوں جہاں ہیں زیرِ نگیں





نبی کے عشق سے روشن ہے دل، چہرہ ہے نورانی
بغیر اس کے ہر اک خواہش، ہر اک چاہت مری فانی

طبیبِ انسانیت کے آ گئے جب بزمِ ہستی میں
رہا باقی کسی کا روگ، جسمانی نہ روحانی

نبی معراج میں اللہ سے ملنے کو جاتے تھے
انوکھی میزبانی تھی، نرالی تھی یہ مہمانی

چراغِ شوق لے کر ہاتھ میں، ڈھونڈو زمانے میں
مگر تا حشر پاؤ گے نہ ان کا سایہ و ثانی

نبی کا نام لب پر ہے مگر اعمال کے ڈر سے
ندامت کا، خجالت کا مری آنکھوں میں ہے پانی

خداوندِ جہاں کے بعد اس دنیا کے فانی ہیں؛
فقط ہے جذبۂ عشقِ نبی باقی و لافانی

مجھے محمودؔ احساسِ تفاخر کیوں نہ ہو دل میں
کہ آئی میرے حصے میں محمد کی ثناخوانی





چشمِ طلب ہے سوئے مدینہ خدا گواہ
دل ہے محبتوں کا خزینہ خدا گواہ

افضل ترین ہے سارے سنین و شہور سے
میلادِ مصطفیٰ کا مہینہ خدا گواہ

عشقِ نبی کے بادۂ سرجوش کے سوا
میرے لیے حرام ہے پینا، خدا گواہ

جس کو جمالِ گنبدِ خضرا دکھائی دے
اس کو کہیں گے دیدۂ بینا خدا گواہ

خدّامِ بارگاہِ نبوّت کا عشق ہے
اللہ تک رسائی کا زینہ خدا گواہ

یہ کائنات ہے اگر انگشتری، تو ہے
ذاتِ رسولِ پاک نگینہ خدا گواہ

اصحابِؓ مصطفیٰ کے مناقب لکھا کرو
مدحِ نبی کا ہے یہ قرینہ خدا گواہ

محمودؔ ان سے مانگ لو دل کی مراد تم
مختارِ کُل ہیں شاہِ مدینہ، خدا گواہ



یادِ محبوبِ خدا کا اس میں گوہر دیکھ کر
ہو گیا خوش مجھ پہ داور، دیدۂ تر دیکھ کر

خوب برسیں رحمتِ حق کی گھٹائیں دہر پر
مزرعِ انسانیت کو خشک و بنجر دیکھ کر

بخششِ عصیاں کا ہوتا ہے مجھے آخر یقیں
رحمتِ عالم کا ذکر اپنی زباں پر دیکھ کر

جان جائیں گے سبھی، ہے جشنِ میلادُالنّبی
محفلیں خوشیوں کی برپا آج گھر گھر دیکھ کر

بخشوایا حشر میں ہم کو نبی کی نعت نے
ہم پکارے بھی "معاصی کا یہ دفتر دیکھ کر"

رتبۂ نورِ مجسّم کا جو اب قائل نہیں
مان جائے گا وہ اُن کو روزِ محشر دیکھ کر

مصطفیٰ کی شان دیکھو گے سرِ میدانِ حشر
فیصلہ حق بھی کرے گا ان کے تیور دیکھ کر

ان کے مدّاحوں میں شامل ہو گیا محمودؔ بھی
غلغلہ مدحِ نبی کا آسماں پر دیکھ کر





میرے لب پر ہے بہر صبح و مسا مدحِ رسول
ہے دو روزہ زندگی کا مدّعا مدحِ رسول

میرے اعجازِ قلم کا منتہا نعتِ نبی
میرے اندازِ رقم کا ارتقا مدحِ رسول

میرے جسم و روح کو اُن سے ملی ہے زندگی
ہے کرشمہ رشتۂ اخلاص کا مدحِ رسول

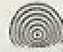
کیف و سرمستی ہے ممدوحِ دو عالم کی عطا
جذبِ ذوق و شوق کا ہے معجزہ مدحِ رسول

ابتدا اس کی ہوئی ہے کبریا کی ذات سے
ہے ازل کے روز سے بے انتہا مدحِ رسول

عالمِ اجسام میں آئے ہیں ہم ان کے طفیل
کیوں نہ ہو نغمہ ہمارا روح کا مدحِ رسول

ہے دعا، یارب! ہماری عاقبت محمود ہو
حشر تک ٹھہرے ہمارا مشغلہ مدحِ رسول







رُخ مرا سُوئے مدینہ ہوتا — نعت کہنے کا قرینہ ہوتا

خواب میں ان کی زیارت ہوتی — وا اگر دیدۂ بینا ہوتا

سوزِ عشقِ محمّد تھی ہی — کرب کا زخم جو سینا ہوتا

ان کی سیرت جو نظر میں رکھتے — زندہ رہنے کا قرینہ ہوتا

جو بھی کوثر کا تمنّائی تھا — تارکِ ساغر و مینا ہوتا

خواہشِ دید کے پس منظر میں — روضۂ شاہِ مدینہ ہوتا

نامِ نامی ہی تھا کافی، چاہیے — بیچ منجدھار سفینہ ہوتا

جان جب تن سے نکلنے لگتی — میری آنکھوں میں مدینہ ہوتا

مرگِ محمود بجا ہے لیکن
ان کی بعثت کا مہینہ ہوتا





جنونِ عقل و خرد سے آگے، ملے گی گر آگہی ملے گی
خدا کی وحدت کی ارضِ طیبہ میں ہم کو جلوہ گری ملے گی

جو اُن کے رستے کو چھوڑ دو گے، فضا ہی بدلی ہُوئی ملے گی
ہر طرف اس جہاں میں آخر بہیمیت ناچتی ملے گی

جہاں ہے تاریک اور بھیانک، قدم قدم تیرگی ملے گی
مگر جو پہنچا درِ نبی پر، فقط اسے روشنی ملے گی

دیارِ طیبہ کو کون چھوڑے، ریاضِ جنّت میں کون جائے
نسیمِ جنّت بھی دیکھ لیجے، درِ نبی چومتی ملے گی

حبیبِ ربِّ انام ہے تو، تجھی کو سب سرفرازیاں ہیں
نہیں ہے تیرا مثیل ممکن، کہاں تری ہمسری ملے گی

لوائے رحمت کا سایہ ہوگا بروزِ محشر یہ دیکھ لینا
حضور کی منقبت سے جنّت گناہگاروں کو بھی ملے گی

جہاں پہ پیغامِ امن ان کا نہ وجہِ آرامِ قلب و جاں ہو
وہاں جو ہُن بھی برس رہا ہو تو نبض ڈوبی ہوئی ملے گی

نبی کے در پر نہ جائیے گا، نہ ان سے الفت نبھائیے گا
تو کوئی راحت نہ پائیے گا، دھواں دھواں زندگی ملے گی

غم و الم کے جہانِ تیرہ میں بے دلی بھی ہے، بے کلی بھی
کرو گے محمود ذکرِ احمد تو دل کو آسودگی ملے گی



سہارا ہے مرے قلبِ حزیں کا
اشارہ رحمت للعالمیں کا

جہاں میں دل گرفتوں کا مداوا
ہے الطافِ فراواں شاہِ دیں کا

مدینہ منبعِ رُشد و ہدیٰ ہے
یہ سارا فیض ہے اس کے مکیں کا

زمین و آسماں میں تذکرہ ہے
حرا و ثور کے عزلت گزیں کا

حریم مصطفٰے کا سبز گنبد
تفاخر اور شرف رُوئے زمیں کا

جہاں میں عافیت کو عام کر دو
یہ ہے پیغام ختم المرسلیں کا

وہی میرے خیالوں کا ہے مرکز
جو ہے محبوبؐ رب العالمیں کا





اللہ اللہ شوکت و شانِ شہنشاہِ عرب
دو جہاں ہیں زیرِ فرمانِ شہنشاہِ عرب

مرتبہ داں کبریا کے ہیں محمد مصطفیٰ
اور خدا ہے مرتبہ دانِ شہنشاہِ عرب

ہیں ابوبکرؓ اور عثمانِ غنیؓ لاریب و شک
دوستداران و حلیفانِ شہنشاہِ عرب

بوعبیدہؓ ، بوترابؓ و خالدؓ و فاروقؓ ہیں
اشجعانِ ضیغمستانِ شہنشاہِ عرب

ہیں بلالؓ و بوذرؓ و عمارؓ و حسانؓ و صہیبؓ
سب دل و جاں سے محبانِ شہنشاہِ عرب

رہ گئے سدرہ کی منزل ہی پہ جبریلؑ امیں
کون جانے رفعتِ شانِ شہنشاہِ عرب



کیوں نہ اصحابؓ نبی ٹھہریں ہدایت کے نجوم
ضو فگن ہے مہرِ تابانِ شہنشاہِ عرب

اس جہاں کا ذرّہ ذرّہ آپ کا ممنون ہے
دونوں عالم پر ہے احسانِ شہنشاہِ عرب

کھیتیاں اخلاص والفت کی سبھی جل تھل ہوئیں
چھا گیا جب ابرِ نیسانِ شہنشاہِ عرب

ہم سیہ کاروں کے سر پر حشر کے میدان میں
سایہ افگن ہوگا دامانِ شہنشاہِ عرب

رومی و جامی، رضا و سعدی و اقبال ہیں
فضلِ ایزد سے ہزاران شہنشاہِ عرب

زندگی کر دیں گے ہم ناموسِ احمد پر نثار
ہم کہ ہیں زندہ بہ فیضانِ شہنشاہِ عرب



جلووں کی ہوئی بارش، انوار نظر آئے
"جب مسجدِ نبوی کے مینار نظر آئے"

خارِ رہِ طیبہ گر چُبھ جائیں تصوّر میں
ویرانۂ دل اپنا گلزار نظر آئے

بوبکرؓ ہوں، عثمانؓ ہوں، فاروقؓ ہوں، حیدرؓ ہوں
آقا کی محبّت سے سرشار نظر آئے

جو قول ہے آقا کا، فرماں وہ خدا کا ہے
قرآں میں بھی نظروں کو سرکار نظر آئے

سرکار کے قدموں میں آجائے، کہو اس سے
جو شخص گرفتارِ آزار نظر آئے

گلہائے عقیدت سے پھر ہم بھی بھریں دامن
طیبہ کا اگر ہم کو گلزار نظر آئے

مدحت میں محمّد کی محمود یہ عالم ہو
گفتار دکھائی دے، کردار نظر آئے







تمھاری نعت ہی میں ہوں مگن مَیں یارسُول اللہ!
فرشتوں کا ہُوا ہوں ہم سخن میں یارسُول اللہ!

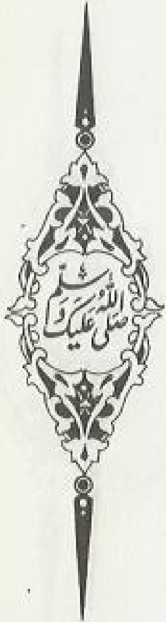
کرم کی اک نظر حالِ زبوں پر ہو اگر میرے
تو بھُولوں آج سب رنج و محن میں یارسُول اللہ

یہاں جس حال میں، محشر میں جیسے بھی رکھیں مجھ کو
نہیں رکھتا مجالِ دم زدن میں یارسُول اللہ!

تمھارے جاں نثاروں اور غلاموں کی ثنا لکھوں
فقط رکھتا ہوں یہ دل میں لگن میں یارسُول اللہ

تمھاری مدح میں رہتا ہوں میں رطب اللّساں ہر دم
کہ رکھتا ہوں یہی طرزِ سخن میں یارسُول اللہ





متاعِ دین و دانش ہوگئی گُم یارسُول اللہ
ترحّم یارسول اللہ، ترحّم یارسُول اللہ

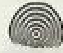
جو خادم دینِ حق کے ہیں، مدد فرمایئے اُن کی
کہ بے دینی سے اپنا ہے تصادم یارسُول اللہ

مثالِ ماہِ تاباں ہے جہاں میں آپ کی ہستی
صحابیؓ آپ کے ہیں مثلِ انجُم یارسُول اللہ

مرے احساسِ مُردہ پر بہارِ زندگی آئے
کبھی گر آپ فرما دیجیے "قُم" یارسُول اللہ

کنارے پر لگا دیجیے مرے ایماں کی کشتی کو
کہ میں ہوں اور گناہوں کا تلاطم یارسُول اللہ

گرفتارِ بلا محسُود پر گر چشمِ رحمت ہو
تو اس کے لب پر آجائے تبسّم یارسُول اللہ





زندگی میں صبح ہے یا شام ہے خیرالانام
میرے لب پر آپ ہی کا نام ہے خیرالانام

آپ کے فیضِ نظر سے دن گزرتے ہیں مرے
آپ کا مجھ پر یہ خاص انعام ہے خیرالانام

خدمتِ انسانیت شام و سحر کرتے ہیں ہم
حرزِ جاں یہ آپ کا پیغام ہے خیرالانام

روز و شب جس میں پیا کرتا ہوں میں صہبائے عشق
آپ کی مدحت کا وہ اِک جام ہے خیرالانام

آتشِ دوزخ کا کھٹکا مجھ کو ہو سکتا نہیں
آپ کی تعریف میرا کام ہے خیرالانام

کیجیے محمود پر بھی اِک نگاہِ التفات
یہ بھی اِک منجملۂ خدام ہے خیرالانام





چراغِ راہ ہے کردارِ احمدِ مختار
خدا کی بات ہے گفتارِ احمدِ مختار

کرو نہ ذکرِ خدا ذکرِ مصطفیٰ کے بغیر
کبھی جو جان لو اسرارِ احمدِ مختار

مجھے خطر نہیں دوزخ کا، روزِ محشر کا
کہ کر رہا ہوں میں تذکارِ احمدِ مختار

نہیں خدا کے پیمبر ہی وہ، حبیب بھی ہیں
خدا کا کفر ہے انکارِ احمدِ مختار

مجھے ہو اپنے مقدر پہ ناز اے محمود
ملے جو سایۂ دیوارِ احمدِ مختار





مرکزِ حُسنِ یقیں ہیں سرورِ دنیا و دیں
پیکرِ نورِ مُبیں ہیں سرورِ دنیا و دیں

رحمۃ للعالمیں ہیں سرورِ دنیا و دیں
اور ختم المرسلیں ہیں سرورِ دنیا و دیں

مالکِ خلدِ بریں ہیں سرورِ دنیا و دیں
سبز گنبد کے مکیں ہیں سرورِ دنیا و دیں

باعثِ تخلیقِ عالم ، صدرِ بزمِ کائنات
عرش کے مسند نشیں ہیں سرورِ دنیا و دیں

ہیں حبیبِ خالقِ ہر دو سرا میرے حضور
صرف پیغمبر نہیں ہیں سرورِ دنیا و دیں

آپ نے درسِ صداقت اہلِ عالم کو دیا
صادق الوعد و امیں ہیں سرورِ دنیا و دیں

یہ زمین و آسماں، وہ کرسی و لوح و قلم
آپ کے زیرِ نگیں ہیں سرورِ دنیا و دیں

احترامِ سرورِ کونین میرا دین ہے
عظمتِ دینِ متیں ہیں سرورِ دنیا و دیں

مجھ سا اے محمودؔ مذنب مل سکے گا اور کون
گر شفیع المذنبیں ہیں سرورِ دنیا و دیں





فرازِ عرش پہ جاری رہا خرامِ رسُول
"حدِ نگاہ سے ہے ماورا مقامِ رسُول"

جہاں میں جشن ہے میلادِ پاک کا برپا
ہے سلسبیل پہ گردش میں آج جامِ رسُول

وہ بن کے آئے جہانوں کے واسطے رحمت
ہر اک مقام پہ جاری ہے فیضِ عامِ رسُول

خدا کا اس پہ تلطّف کہاں، کرم کیسا
نہیں ہے قلب میں جس کے بھی احترامِ رسُول

رہا ہے اہلِ محبّت کا مقتدا وہ شخص
رہے ہیں جس کی نگاہوں میں صبح و شامِ رسُول

زہے یہ شانِ تکلّم ، یہ گفتگوئے نبی
کلامِ خالقِ کونین ہے کلامِ رسُول

اسی لیے تھا وہ دربانِ بارگاہِ نبی
نگاہِ روحِ امیں میں بھی ہے مقامِ رسُول

زمیں پہ کرتے تھے بوبکرؓ آپ کی تصدیق
حریمِ قُدس میں خالق تھا ہم کلامِ رسُول

نہ مجھ کو خواہشِ جنّت ، نہ سیم و زر کی ہوس
یہ افتخار بہت ہے کہ ہُوں غلامِ رسُول





رسولِ خدا کا ظہور اللہ اللہ
زہے لطفِ ربِ غفور اللہ اللہ

بسا ہے مرے دل میں اُن کا تصوّر
مری شانِ فکر و شعور اللہ اللہ

ہٹی ظلمتِ کفر و باطل جہاں سے
جو چمکا محمّد کا نور اللہ اللہ

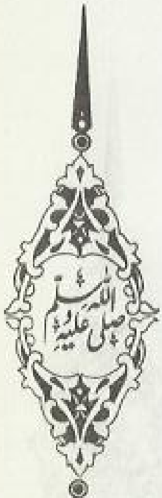
خدا بھی ثنا خواں ہے قرآں میں جن کا
ہُوں مدّاح اُن کے حضور، اللہ اللہ

مرے مصطفیٰ ہی کے زیرِ نگیں ہیں
دو عالم کے سارے امور اللہ اللہ

میں کرتا رہوں گا بفیضِ محبّت
شب و روز مدحِ حضور، اللہ اللہ

ہے محمود نعتِ محمّد سے حاصل
مرے دِل کو کیف و سرور۔ اللہ اللہ





مایوسیوں میں آس کے آئے پیام بر
لاریب ہر مرض کے ہیں سرکار چارہ گر

اُن کے لبوں کو چُومتے ہیں قدسیانِ عرش
روضے کی جالیوں کو جو آئے ہیں چُوم کر

اُن کے حضور جس نے جھکایا سرِ نیاز
اس شخص کے حضور جھکے ہیں ہمارے سر

اس شہر کی طرف ہے رواں توسنِ خیال
روشن ہے مثلِ کہکشاں جس کی رہ گزر

دل میں سکوں ہے آپ کے ذکرِ جمیل سے
اُجلا جمالِ رُخ سے ہے آئینۂ نظر

بتلائیے کہ آج اے نبّاضِ کائنات!
پیغامِ حق کو بھُولتا جاتا ہے کیوں بشر

پھیلی ہوئی ہے ظلم و جہالت کی تیرگی
چھائے ہوئے ہیں فسق و ضلالت جہان پر

کہنے کو بارگاہِ رسالت کے جاں نثار
نا آشنائے امر، نہی سے ہیں بے خبر

اس دورِ گمرہی میں وفا کا ہے انحطاط
ہے جلبِ منفعت ہی فقط مطمحِ نظر

اپنائیں ہم بھی بوذرؓ و سلمانؓ کا چلن،
توفیق دے خدائے دو عالم ہمیں اگر

محمودؔ مدح خوانِ رسولِ کریم ہے
نغماتِ نعتِ پاک ہیں اس کی زبان پر





کلامِ پاک ہے معیارِ گفتگوئے رسول
خدا کا کفر ہے انکارِ گفتگوئے رسول

وہی ہوئے ہیں زمانے میں صاحبِ کردار
کھلے ہیں جن پہ بھی اسرارِ گفتگوئے رسول

کھلے ہیں جس میں محبت کے پھول ہر جانب
وہی ہے گلشنِ بے خارِ گفتگوئے رسول

جو دل کی آنکھ سے قرآنِ پاک دیکھو گے
ملیں گے اس میں بھی آثارِ گفتگوئے رسول

گھرے تھے کفر و ضلالت میں جو عرب، اُن پر
ضیا فگن ہوئے انوارِ گفتگوئے رسول

ہر اک زمانے کو بخشے گا نکہتیں محمودؔ
بہار زا ہے چمن زارِ گفتگوئے رسول







جس شخص نے تھاما دامانِ فرمانِ محمد صلِّ علیٰ
دنیا میں فقط وہ پہچانے ہے شانِ محمد صلِّ علیٰ

حبشیؓ کی طرح کر ایقانِ بُرہانِ محمد صلِّ علیٰ
قرنیؒ کی طرح ہو قربانِ دندانِ محمد صلِّ علیٰ

اُس شخص نے خالق کی ہستی کو جان لیا، پہچان لیا
ہو جس کو میسّر عرفانِ فرمانِ محمد صلِّ علیٰ

لاریب حبیبِ خالق کی بعثت بھی خدا کا احساں ہے
ہوتی ہے جہاں پر بارانِ احسانِ محمد صلِّ علیٰ

ہو جائے گا درماں ہر دکھ کا، مل جائے گا چشمۂ آبِ بقا
ہاتھ آیا ہے میرے دامانِ فیضانِ محمد صلِّ علیٰ

داتاؒ کے کرم سے اور خواجہؒ کے فیضِ کرامت کے باعث
کِھلتا ہی گیا ہے بُستانِ عرفانِ محمد صلِّ علیٰ

ہیں میرے لبوں پر شام و سحر نغمات ثنائے احمد کے
محمودؔ ہے مجھ پر فیضانِ حسّانؓ محمد صلِّ علیٰ





ہوں تصدقِ دل فدائے رحمۃ للعالمیں
ہے قلم محوِ ثنائے رحمۃ للعالمیں

نورِ حق سے مٹ گئیں باطل کی سب تاریکیاں
جب یہاں تشریف لائے رحمۃ للعالمیں

آپ کے در سے ہے ساری نسلِ آدمؑ فیضیاب
مرحبا لطف و عطائے رحمۃ للعالمیں

تھی تمھاری مغفرت کے واسطے اے عاصیو!
قُربِ حق میں بھی دُعائے رحمۃ للعالمیں

سجدۂ سر سے تو مانع ہیں شریعت کے اصول
سجدۂ دِل ہے برائے رحمۃ للعالمیں

اپنی خوش بختی پہ ہے مجھ کو بجا ناز و غرور
میں بھی ہوں ادنیٰ گدائے رحمۃ للعالمیں

حشر کے دن دیکھ کر مجھ کو پکار اُٹھیں گے سبؑ
آگیا مدحت سرائے رحمۃ للعالمیں



مرا یہ قول ہے اصدق سے اصدق یارسُول اللہ
ہو تم اللہ کے محبُوبِ برحق یارسُول اللہ

خدا نے خود یہ فرمایا ہے لَولاکَ لَمَا کہہ کر
تمھارے دم قدم سے ہے یہ رونق یارسُول اللہ

ہُوا خورشید واپس آپ کے ادنیٰ اشارے سے
کیا اُنگلی سے مہ کو آپ نے شق یارسُول اللہ

نہ جب تک آپ تک پہنچوں، مسلماں ہو نہیں سکتا
کیے جاؤں میں بے شک وردِ ہُو حق، یارسُول اللہ

سہارا دو، رہِ ہستی ہے پُرپیچ اور پُرآفت
ہے دنیا ایک صحرائے لق و دق یارسُول اللہ

مرے آقا! میں کیسے آپ کے دربار تک پہنچوں
ہے حائل راہ میں عصیاں کی خندق یارسُول اللہ

کہے محمُود نے بے ساختہ یہ شعر الفت میں
اگرچہ قافیہ ہے سخت مُغلق یارسُول اللہ





کہا کرتا ہُوں میں جو نعت ہر دم اے شہِ عالم
ہے تمجیدِ خدا بھی اس میں مُدغم اے شہِ عالم

ہیں میرے آپ ہی غم خوار و ہمدم اے شہِ عالم
ڈرا سکتا نہیں مجھ کو جہنّم اے شہِ عالم

اندھیرے چھا رہے ہیں معصیت کے گرچہ دنیا میں
مگر ہیں آپ کے مدحت سرا ہم اے شہِ عالم

نہ ہو جو مستفید اُن سے، وہ ہے بدبخت و ناکارہ
نہیں ہیں آپ کے الطاف تو کم اے شہِ عالم

مجھے اِک بار اپنا مسکنِ پُرنور دِکھلا دیں
تمنائے دلِ مضطر ہے برہم اے شہِ عالم

بلاشک سربلندی ہو ہمیں حاصل زمانے میں
اگر ہو اتحاد اور اُنس باہم اے شہِ عالم

تمھاری یادِ اقدس باعثِ تسکینِ خاطر ہے
تمھارا ذکر وردِ لب ہے پیہم اے شہِ عالم





فرزانگی کو چھوڑ دیں ، ترکِ جنوں کریں
آؤ ، درِ حضور سے حاصل سکوں کریں

ذکر آپ کا جو آئے ، پڑھیں سب درود پاک
نامِ حضور سُن کے سروں کو نگوں کریں

جن پر ہے تاجدارِ مدینہ کا التفات
کیا ان کو فکر ، یوں نہ کریں اور یوں کریں

دل کو اگر مصائب و آلام ہوں محیط
ذکرِ رسولِ پاک سے حاصل سکوں کریں

طیبہ پہنچ کے ، روضے کی جالی کے سامنے
ظاہر ہم اپنے دل کا غمِ اندروں کریں

محمود ہر الم سے محمد نجات دیں
گر اُن سے ہم گزارشِ حالِ زبوں کریں





وہ کون ہے کہ حسن سراپا کہیں جسے
بے چہرگیِ دہر کا چہرہ کہیں جسے

وہ کون ہے جہاں میں سوائے شہِ عرب
حُسنِ صفات و ذات میں یکتا کہیں جسے

وہ کون ہے کہ جس کو عدُو بھی عزیز تھے
وہ کون ہے کہ غیر بھی اپنا کہیں جسے

ہے کون رُوحِ کُن فَیَکُوں آپ کے سوا
ہے کون ، دو جہاں کا خلاصہ کہیں جسے

سرکار کے غلام سے کیا اس کو واسطہ
وہ شے ، کشاکشِ غمِ دنیا کہیں جسے

منزل وہی ہے ، جس کا پتا آپ نے دیا
سرکار نے دکھا دیا ، جادہ کہیں جسے

دل کی زباں میں مدحتِ سرکار ہو بیاں
اربابِ نقد و فن بھی سلیقہ کہیں جسے







شاہِ کون و زمن مرے آقا
زیست کا بانکپن مرے آقا

آپ کے دم قدم سے قائم ہے
رشتۂ جان و تن مرے آقا

روحِ کون و مکاں مرے مولا
جانِ ہر انجمن مرے آقا

عرش پر جلوہ گر مرے سرور
قلب میں ضو فگن مرے آقا

رحم فرمائیے کہ دورِ جدید
ہے بہت پُرفتن مرے آقا

اب ہے خورشید تیرگی کا امیں
پست ہے اب گگن مرے آقا

بن گئے امتدادِ وقت کے ساتھ
رہنما راہزن مرے آقا

زر کے لات و منات پوجتے ہیں
ہم کہ تھے بُت شکن مرے آقا

ہر بُرائی سے ربط ہم کو ہے
بگڑا ایسا چلن مرے آقا

کون ناموسِ مصطفیٰ کا امیں
کس کو فکرِ وطن مرے آقا

ہم نے کتنے ہی جان جوکھوں سے
ق جو لیا تھا وطن مرے آقا

بے خبر اس کی سالمیّت سے
آج ہیں مطلقاً مرے آقا

آپ کی اِک نظر کا طالب ہے
میرا عجزِ سخن مرے آقا





میں آنے کو تو آپہنچا ثنا خوانی کی سرحد میں
سمندر کی سی گہرائی ہے تذکارِ محمدؐ میں

مرے آقا کی ہستی سے کمالِ حق ہویدا ہے
جہانِ انس و اخلاق و مروّت اس سے پیدا ہے

وہ ذاتِ پاک، جس کا دو جہاں میں فیض ہے جاری
عقیدت ذرّے ذرّے میں ہے جس کی جاری و ساری

غریبوں، بے نواؤں کی اعانت جس کا شیوہ ہے
وہ ہستی، مجھ سا تیرہ دل بھی جس کا نام لیوا ہے

وہ ہستی، جس سے قائم ہے مروّت بھی، اخوت بھی
جو سرگرمِ عمل رہتی تھی اور محوِ عبادت بھی

وہ جس کا فرش سے عرشِ بریں تک نام چلتا ہے
اُسی کا نام لیتے ہیں تو اپنا کام چلتا ہے



عدیل اس کا زمانے بھر میں ہو سکتا نہیں کوئی
بجز اس کے نہیں ہے رحمۃ للعالمیں کوئی

مدد پر سارے انسانوں کے رہتا تھا کمر بستہ
وہ جس کے دم سے ہر نیکی نے پایا ہے یہاں رستہ

جہانِ عدل و احساں کا وہی بانی مبانی ہے
کلام اللہ کی تفسیر جس کی زندگانی ہے

فرازِ عرش اُس ہستی کی خاکِ پا سے روشن ہے
زمیں پر بھی اُسی کے دم قدم سے رنگِ گلشن ہے

ہے خورشید و مہ و انجم پہ جس کے نُور کا پرتَو
ہر اک مومن ہے اس کی رہ گزارِ شوق کا رہرو

وہ ہستی، جو خدائے پاک کی محبوب ہستی ہے
وہ جس کے ذکر سے خالی نہ ویرانہ، نہ بستی ہے

مرے پیراہنِ الفاظ میں وہ آ نہیں سکتی
خدا حامد ہو جس ہستی کا، ہو محمود جو ہستی





عشقِ نبی کی کیا ہے نہایت، نہ پوچھیے
میرے خیال و فکر کی عظمت، نہ پوچھیے

نعتِ حضور سُنّتِ ربِّ کریم ہے
اس ذکر میں ہے کتنی حلاوت، نہ پوچھیے

ہم مدحِ مصطفیٰ کو سمجھتے ہیں زندگی
حاصل ہوئی ہے کیسے یہ بہجت، نہ پوچھیے

گنجِ گراں بہا ہے محبّت حضور کی
خدّامِ بارگاہ کی ثروت نہ پوچھیے

حلقہ بگوشِ صاحبِ خلقِ عظیم ہیں
لیکن ہمارے خُلق کی حالت نہ پوچھیے

جب سے نہیں ہے آپ کے ارشاد پر عمل
کس حال میں ہے آپ کی امت، نہ پوچھیے

گو ہے لبوں پہ سیرتِ اقدس کی گفتگو
لیکن دلوں میں ہے جو کثافت، نہ پوچھیے

محبوبِ پاک سے ہے محبّت کا اِدّعا
پر ہے عمل میں اپنے جو غفلت، نہ پوچھیے

محمودؔ ہیں دیارِ حبیبِ خدا سے دُور
ہم سے ہماری شومیٔ قسمت نہ پوچھیے





تمھارے، میرے، سبھی کے حضور کی سیرت
ہماری جان ہے پیارے حضور کی سیرت

خدا کی ذات کو پہچاننا ہے ناممکن
نظر میں جب نہ ہو پہلے حضور کی سیرت

ہے خُلق و عدل و مروّت کا باغ ہی ایسا
مدام جس جگہ مہکے حضور کی سیرت

جہاں کو کفر و ضلالت کے گھپ اندھیروں سے
نکال لائی ہے کب سے حضور کی سیرت

انھی پہ چل کے حیاتِ دوام پاؤ گے
دِکھا گئی ہے جو رستے حضور کی سیرت

نشیبِ فرش کو بخشے غرور و رعنائی
فرازِ عرش کو روندے حضور کی سیرت

رہِ خلوص کے جتنے ہیں راہرو، ان کو
چراغِ راہ ہے میرے حضور کی سیرت

خدا کے عشق کی، اسلام سے محبت کی
دِلوں میں جوت جگائے حضور کی سیرت

وہی خدا کو ہے محمودؔ ہر طرح محبوب
کہ جس کی روح میں اترے حضور کی سیرت





سر آنکھوں پر رکھیں قدسی نہ آقا کے قدم کیونکر
مقامِ عرش سے ارفع نہ ہو خاکِ حرم کیونکر

اگر سرکارِ رحمت کی نظر ہم پر نہ فرمائیں
رہے گا ہم سیہ کاروں کا دنیا میں بھرم کیونکر

دل اپنا تابعِ فرمانِ خلّاقِ دو عالم ہے
سر اپنا ذکرِ فخرِ انبیاء پر ہو نہ خم کیونکر

گہر بحرِ سخن سے نعت کے چُن چُن کے لاتے ہیں
نشاط و کیف کی موجوں میں لہرائیں نہ ہم کیونکر

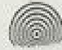
ازل سے تا ابد سرکار کی فرماں روائی ہے
نہ ہوں پھر رحمۃ للعالمیں شاہِ اُمم کیونکر

قسم اس چیز کی کھاتے ہیں، جو ہر شے سے پیاری ہو
تو پھر خالق نہ کھاتا آپ کی جاں کی قسم کیونکر

نہ ہوتی شاملِ حال اُن کے گر توفیقِ ربّانی
تو ہوتا نعت گوئی شیوۂ اہلِ قلم کیونکر

نہ اپنائیں گے جب تک ہم شہِ کونین کی سیرت
رہیں گے جادۂ اسلام پر ثابت قدم کیونکر

جو ہوں محمودؔ خوش بختی سے ہم دریوزہ گر اُن کے
تو پھر اپنے مقدر میں ہوں یہ رنج و الم کیونکر



آپ ہیں مجھ کو ہر اک چیز سے پیارے آقا
آپ کا عشق مقدّر کو سنوارے آقا

ہے خدا مالک و مختار، وہ اس کے محبُوب
یوں ہوئے مالک و مختار ہمارے، آقا

آپ کے نقشِ کفِ پا سے ہوئے ہیں روشن
یہ چمکتے مہ و خورشید، یہ تارے، آقا

یہ نہ ہوتا تو یہاں کے، نہ وہاں کے رہتے
ہم پہ الطاف و کرم کرتے ہیں بارے آقا

جس کی توحید کی تبلیغ زمانے کو کرے
زندگی اس کی عبادت میں گزارے آقا

دے کے الفت کا، اخوّت کا، مروّت کا سبق
نوعِ انساں کے مقدّر کو سنوارے آقا

مصطفیٰ سرورِ کونین، حبیبِ خالق
مصطفیٰ، شاہِ امم، میرے تمھارے آقا

آپ کی خاکِ کفِ پا پہ نچھاور ہوں اگر
ختم ہو جائیں یہ دکھ درد ہمارے، آقا





سلام اس پر، خدائے دو جہاں ہے جس کا شیدائی
ملائک آستاں پر جس کے کرتے ہیں جبیں سائی

سلام اس پر، ہمیں بخشا شعورِ زندگی جس نے
سلام اس پر کہ جس نے خلق کو توحید سکھلائی

سلام اس پر کہ جو محبوبِ خلّاقِ دو عالم ہے
سلام اس پر، اطاعت جس کی حق نے فرض فرمائی

سلام اس پر کہ جس پر یوسُفِ کنعاں بھی قرباں ہیں
سلام اس پر، جو ہے تعبیرِ رویائے زلیخائی

سلام اس پر، جو نقّاشِ ازل کا نقشِ اوّل ہے
دِلوں پر مُرتسم ہے جس کا نقشِ حُسن و زیبائی

مچی ہے دُھوم، دنیا میں نبی تشریف لاتے ہیں
خوشی سے خیرِ مقدم کو جہاں نے گود پھیلائی

سبق جس نے زمانے کو دیا مہر و اخوّت کا
وہ جس کی ذات بن کر رحمۃ للعالمیں آئی

ہے سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ سے یہ ظاہر
کہ تھی منظور حق کو آپ کی اعزاز فرمائی

ثنا خواں خالقِ کون و مکاں ہے جس کا قرآں میں
کرے محمُود اس کی مدح میں کیا حرف آرائی





نعت میرے لب پہ ہر دم آپ کی ہے یا نبی
اس سے میرے قلب میں اک روشنی ہے یا نبی

آپ کی اُمت زمانے میں ہوئی خوار و زبوں
حالتِ زار اس کی اب ناگفتنی ہے یا نبی

جو حقیقت آپ کے ارشاد میں ہے جلوہ گر
بات قرآنِ مُبیں میں بھی وہی ہے یا نبی

آپ کی اُلفت میں ہے سرمایۂ عیشِ دوام
اس جہاں کی ہر مسرّت عارضی ہے یا نبی

کیا بتاؤں میں ہوائے خُلد کا ذوقِ نظر
گنبدِ خضرا کو وہ بھی چومتی ہے یا نبی

اس زمیں سے آسماں تک جس طرف ڈالی نظر
آپ کے انوار کی جلوہ گری ہے یا نبی

ہے مری حاجت روا چشمِ عنایت آپ کی
آبِ کوثر چاہتا ہوں، تشنگی ہے یا نبی

ہو مری قسمت میں بھی ارضِ مقدّس کا سفر
بس یہی اِک آرزو دل میں بسی ہے یا نبی

ہے ثناخواں آپ کا، جس کا بھی دل بیدار ہے
ہاں، اسی زُمرے میں اِک محمودؔ بھی ہے یا نبی





اللہ کے محبوب ہو یَآ اَیُّہَا الْمُزَّمِّلُ
یَآ اَیُّہَا الْمُدَّثِّرُ ، یَآ اَیُّہَا الْمُزَّمِّلُ

اپنی زباں پر کیوں نہ ہو، یا ایہا المزمل
کہتا ہے خالق دوستو، یا ایہا المزمل

قرآن کے الفاظ کو دُہراؤ تم بھی مومنو
سرکار کو تم بھی کہو، یا ایہا المزمل

ذکرِ رسولِ پاک میں ہے تر زباں خالق مرا
کہتا ہے وہ محبوب کو، یا ایہا المزمل

اللہ کی سنّت پہ ہے خُدّامِ احمد کا عمل
کہتے ہیں سارے نعت گو، یا ایہا المزمل

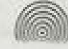
الطاف سے، اکرام سے آقا مدد کو آگئے
دی ہم نے اک آواز جو، یا ایہا المزمل

نعرہ ہُوا ہے حرزِ جاں بس "یارسول اللہ" کا
دل میں لیا میں نے سمو، یا ایہا المزمل

سرکار کی چشمِ کرم اس شخص پر ہو جائے گی
جو سانس میں لے گا پرو یا ایہا المزمل

تا حشر ہو رطب اللساں سرکار کی تعریف میں
محمود کو توفیق دو یا ایہا المزمل







محبوبِ کبریا کا، حبیبِ الٰہ کا
ہے ذکر میرے لب پہ رسالت پناہ کا

مانا خدا کو ہم نے توسّط سے آپ کے
مفہوم کیا ہے اس کے سوا "لا الٰہ" کا

صحرا نشیں بھی صاحبِ جاہ و حشم ہوئے
یہ فیض ہے رسولِ خدا کی نگاہ کا

محبوبِ پاکِ خالقِ کون و مکاں کا ذکر
میرے لیے وظیفہ ہے شام و پگاہ کا

ذاتِ رسولِ پاک کے فیضان سے مرا
رشتہ ہے سرزمینِ مدینہ سے چاہ کا

جس بارگاہِ خاص کا درباں ہے جبرئیلؑ
محمود بھی غلام ہے اس بارگاہ کا





تجھ پہ وار دی ہم نے ہر اک خوشی اپنی
الگ ہے سارے زمانے سے دل لگی اپنی

تمھارا ذکر، تمھارا خیال سب کچھ ہے
تمھاری یاد سے مملو ہے خامشی اپنی

ملا ہے درسِ محمدؐ سے "فقرُ فخرِی" کا
کمالِ فقر میں مضمر ہے قیصری اپنی

ہماری سمت بھی اے رحمتِ خدا! کیجے
نگاہِ لطف و عنایت کبھی کبھی اپنی

اگرچہ دین سے دُوری شعار ہے اس کا
حضور! پھر بھی یہ اُمّت ہے آپ کی اپنی

خیالِ دُوریِٔ طیبہ سے اے شہِ والا!
یہ دل تپاں ہے تو آنکھیں ہیں شبنمی اپنی

فقط مناقبِ احمد، فقط ثنائے رسول
اسی پہ ختم ہے محمود شاعری اپنی



خدا تک ہے رسائی کا ارادہ اے مرے آقا
میں ہوں در پر تمہارے ایستادہ اے مرے آقا

تری رحمت نے ڈھانپا ہے ہماری سب خطاؤں کو
ہمارا فن تھا ورنہ بے لبادہ اے مرے آقا

بلاخوف و خطر جاؤں اگر اذنِ حضوری ہو
مدینہ ہے مجھے جنّت کا جادہ اے مرے آقا

کرم کی اک نظر مجھ پر بھی ہو، اے ساقیِ کوثر
ہماری سمت بھی اِک موجِ بادہ اے مرے آقا

خداوند تعالیٰ کا وہ منظورِ نظر ہوگا،
کرے گا آپ سے جو اِستفادہ اے مرے آقا

مجھے تو آپ کی ذاتِ گرامی سے محبت ہے
کہے جاتا ہوں نعتیں بے ارادہ اے مرے آقا

ہوئی حالت یہ من حیث الجماعت آج ہم سب کی
عمل کم اور باتیں ہیں زیادہ اے مرے آقا

قیامت میں سہارا لوں گا دامانِ شفاعت کا
بہرصورت ہے یہ میرا ارادہ اے مرے آقا

پکاروں یاحبیبِ کبریا، یا مصطفیٰ کہہ کر
کیے جاؤں اِسی کا میں اعادہ اے مرے آقا

لکھی ہیں صفحۂ قرطاس پر محمود نے نعتیں
ورق اعمال کا لیکن ہے سادہ اے مرے آقا





آپ ہیں محبوبِ ربِّ ذوالمنن شاہِ زمن
ختم کر دیجے مرے رنج و محن شاہِ زمن

اپنی جاں قربان کر دوں آپ کے ناموس پر
ہے یہی میری تڑپ، میری لگن شاہِ زمن

آپ کے دامن نے دی ہے ہم کو دنیا میں پناہ
حشر میں بھی ہو یہی سایہ فگن شاہِ زمن

قبر میں اور پُل پہ میری دستگیری کیجیے
مرحلے اپنے لیے ہیں یہ کٹھن شاہِ زمن

فرد جو ترویجِ دیں کے واسطے کوشاں ہُوا
کیا اسے اندیشۂ دار و رسن شاہِ زمن

روضۂ اطہر پہ مجھ کو بھی بُلا لیجے کبھی،
قبلۂ قلب و نظر! محبوبِ من! شاہِ زمن

عرصۂ محشر ہو یا ارض و سما کی وسعتیں
آپ کا بحرِ کرم ہے موجزن شاہِ زمن

جب سے ذوقِ شاعری محمود کو حاصل ہُوا
آپ کی مدحت ہے موضوعِ سخن شاہِ زمن





مطمئن ہوں گو دل میں، مضطرب لگوں لیکن
میں اگرچہ ہوں خاطی، آپؐ کا تو ہوں لیکن

تیغ سے نہ پھیلایا دین کو شہِ دیں نے
چل گیا زمانے پر خُلق کا فسوں لیکن

اتباعِ سنّت سے ہیں اگرچہ عاری ہم
نعت ہم سے کہلائے سوزِ اندروں لیکن

آستاں پہ اُن کے میں ایک دن پہنچ جاتا
آڑے آگیا اپنا بختِ واژگوں لیکن

گرچہ رُوسیہ ہوں میں، گرچہ پُرخطا ہوں میں
مصطفٰی سے اُلفت کی راہ پر چلوں لیکن

ہو رسائی طیبہ تک نعت گوئی کے صدقے
خُلد اس کے بدلے میں مَیں کبھی نہ لُوں لیکن

مدحتِ محمدؐ میں ہے رشید فرزانہ،
اس کو لوگ کہتے ہیں صاحبِ جنوں لیکن





یہ بات مختصر ہے مگر مختصر نہیں
ذکر اُن کا کب نہیں کہ مری چشم تر نہیں

قلبِ حزیں ہمارا خزف ہے، گہر نہیں
سلطانِ کائنات سے الفت اگر نہیں

جو چارہ سازِ خلق ہیں، بیکس نواز ہیں
کیا ان کو میرے حال کی کوئی خبر نہیں

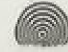
جو کر سکو تو ذکرِ محمدؐ کیا کرو
مدح و ثنائے حسن نگاراں ہُنر نہیں

جاتی نہیں جو منزلِ عشقِ نبی کی سمت
اس راہ پر چلیں گے کبھی بھول کر نہیں

جو آپ کا غلام نہ ہو، اس کا ذکر کیا
جو خادمِ حضور نہیں، معتبر نہیں

نعتِ حبیبِ خالقِ کونین کے طفیل
محمودِ پُرخطا کو جہنّم کا ڈر نہیں





کرم کی اِک نظر مجھ پر خدارا یارسُول اللہ
جہاں میں آپ ہیں میرا سہارا یارسُول اللہ

محبّت آپ کی خاطر ہوئی تخلیقِ عالم میں
دو عالم کو محبت نے سنوارا یارسُول اللہ

ہر اک مشکل مری آساں ہوئی ہے آپ کے صدقے
کہ میں نے آپ کو ہر دم پکارا یارسُول اللہ

مری فردِ عمل جیسی بھی ہے، جنّت میں جاؤں گا
ذرا فرمائیے گا جب اشارا یارسُول اللہ

کرم فرما ہُوا ماہِ تلطُّف آپ کا جس دم
چمک اٹھا مقدر کا ستارا یارسُول اللہ

زمانے میں کوئی قابل نہ تھا اس نعمتِ حق کے
خدا نے آپ پر قرآں اتارا یارسول اللہ

خدا بھی ہے رحیم اور آپ بھی ہیں رحمتِ عالم
ہے نازک تر بہت یہ استعارا یارسُول اللہ

ہوئی ہے باعثِ تخلیقِ عالم آپ کی خلقت
ہے ہر سُو آپ کا حسن آشکارا یارسُول اللہ

گدائے کوئے طیبہ کے مقابل ہو نہیں سکتا
وہ کیخسرو ہو یا جمشید و دارا یارسُول اللہ





درِ سرکار پر ہوں سر خمیدہ یارسول اللہ
تری تعظیم ہے میرا عقیدہ یارسول اللہ

ہویدا جب نہ تھا نورِ مبارک تیرا دنیا میں
مئے وحدت تو تھی پر ناکشیدہ یارسول اللہ

مجھے بھی اپنے شہرِ پاک میں اب جلد بُلوالو
سُئے فرقت کا ہوں لذّت چشیدہ یارسول اللہ

نگاہِ لطف مجھ پر بھی پڑے، اے رحمتِ عالم!
ہیں قلب و رُوح میرے بھی تپیدہ یارسول اللہ

مدد اے سرورِ عالم کہ مشکل میں ہے جاں میری
کرم مجھ پر کہ ہوں آفت رسیدہ یارسول اللہ

ہُوا ہے مجھ کو بھی حاصل شرف تیری غلامی کا
اسی نسبت سے ہوں میں سرکشیدہ یارسول اللہ

جو نکلا آرزوئے طیبہ و کعبہ میں آنکھوں سے
مری دولت ہے وہ اشکِ چکیدہ یارسول اللہ

ریاضِ خلد میں محمود کو پھر باریابی ہو
وہیں کی ہے وہ اِک شاخِ بریدہ یارسول اللہ





کرم بن گئی ہے، عطا ہو گئی ہے
نگاہِ نبی آسرا ہو گئی ہے

غمِ عشقِ سلطانِ کون و مکاں سے
طبیعت مری آشنا ہو گئی ہے

دیارِ رسولِ خدا تک پہنچنا
یہ حسرت مرا مدعا ہو گئی ہے

ہر اِک چیز از فرش تا عرشِ اعظم
محمدؐ کی مدحت سرا ہو گئی ہے

زمانہ ہمارا ادب کر رہا ہے
نظر آپ کی ہم پہ کیا ہو گئی ہے

دیارِ نبیؐ کی گلی کو تو دیکھو،
حقیقت کی رہ کا پتا ہو گئی ہے

شہِ کُل کو جب بھی کسی نے ستایا
زباں ان کی وقفِ دعا ہو گئی ہے

لبوں پر جونہی نام آیا نبیؐ کا
مری روح نغمہ سرا ہو گئی ہے

پڑھی جب بھی محمودؔ نعتِ محمدؐ
یہ دنیا مری ہم نوا ہو گئی ہے





مقام پایا ہے عرشِ اعلیٰ نے میرے سرکار کے قدم سے
وقارِ انسانیت بڑھایا خدا نے خیرالبشر کے دم سے

ہراس کیسا بروزِ محشر غلامِ سرکارِ دو جہاں کو
کہ جو ہُوا ہے غلام ان کا، ہُوا ہے آزاد رنج و غم سے

ہم اپنے آقا کے فیض سے اب بھی نام لیوا ہیں دینِ حق کے
اگرچہ تہذیبِ نو یہ کہتی ہے، شہد بہتر نہیں ہے سم سے

جہاں کے ذی فہم مانتے ہیں نبی کو انسانیت کا محسن
ملا ہے درسِ حیات سب کو ہمارے آقا کے دم قدم سے

رہِ محبت کے راہرو تھے، رہِ محبت کے راہرو ہیں
کبھی ڈرے ہیں، نہ ہم ڈریں گے رہِ محبت کے پیچ و خم سے

زباں کو یارائے نعت گوئی کہاں کہ یہ کام ہے خدا کا
قلم کی کھائی قسم خدا نے سو کام لیتا ہوں میں قلم سے





مرے جرائم بروزِ محشر تُلیں گے میزانِ عدل پر جب
تو اُن کا پلڑا رہے گا ہلکا نگاہِ سرکارِ ذوالکرم سے

رسُولؑ سارے نہ کیوں کھڑے ہوں نمازِ اقصیٰ میں ان کے پیچھے
کہ وہ بھی سرکار کی بدولت وجُود میں آئے تھے عدم سے

خراج لیتے تھے بادشاہوں سے بے نوایانِ دشتِ طیبہ
خزف حریفِ گُہر بنے تھے نگاہِ لطفِ شہِ امم سے

زمانے بھر کی ہر ایک رفعت ہے، پائمال اس کی ٹھوکروں سے
رہائی سرکار نے دلائی غلام کو فکرِ بیش و کم سے

حضور روزِ نشور ہم کو نگاہِ رحمت کریں عنایت
وگرنہ محمُود مارے جائیں گے سارے عصیاں شعار ہم سے





کون و مکاں کا حاصل احمد صلی اللہ علیہ وسلم
ہر مدحت کے قابل احمد صلی اللہ علیہ وسلم

ڈوب رہی ہو کشتی جس دم گردابِ عصیاں کے اندر
ایسے میں ہیں ساحل احمد صلی اللہ علیہ وسلم

اِحقاقِ حق اُن کا ہر پل، حق کے طالب حق کے مُحرم
ہیں اِبطالِ باطل، احمد صلی اللہ علیہ وسلم

تمیزِ ہر خیر و شر ہیں، تفریقِ ہر نیک و بد ہیں
کون ہے حدِ فاصل؟ احمد صلی اللہ علیہ وسلم

راہروانِ راہِ حق کے آپ ہیں ہادی، آپ ہیں رہبر
اہلِ صفا کی منزل احمد صلی اللہ علیہ وسلم

اُن کا اُسوہ، ان کی سیرت، ہر مومن کے دل کی راحت
ہیں انسانِ کامل احمد صلی اللہ علیہ وسلم

جُود و سخا بھی، لطف و عطا بھی رحمتِ عالم کی ہے عادت
ہم سائل ہیں، باذل احمد صلی اللہ علیہ وسلم

رونقِ محفل ہیں بوبکرؓ و فاروقؓ و عثمانؓ و حیدرؓ
اور ہیں میرِ محفل احمد صلی اللہ علیہ وسلم

زاہد ہو یا عارف و عابد یا محمُود سا عاصی کوئی
سب کے مرشدِ کامل احمد صلی اللہ علیہ وسلم





آپ کی بات فخرِ موجودات — میری اوقات؟ فخرِ موجودات!
مسند آرائے عرشِ اعلیٰ ہے — آپ کی ذات فخرِ موجودات!
جھک گئے ہیں حضور کے در پر — یہ سماوات فخرِ موجودات
ایک دن خواب ہی کے چلمن میں — ہو ملاقات فخرِ موجودات
ہیں عیاں آپ کی نگاہوں پر — میرے حالات فخرِ موجودات

اپنے محمودِ بے نوا پر بھی!
ہوں عنایات فخرِ موجودات





مجھے گھیرے ہوئے ہیں درد و غم یا سرورِ عالم!
نگاہِ لطف و فیضان و کرم یا سرورِ عالم

کریں گے آپ کی نعتیں رقم یا سرورِ عالم!
ہے اپنے ہاتھ میں جب تک قلم یا سرورِ عالم

خدا مُعطی ہے اور ہیں آپ قاسم اُس کی نعمت کے
ہمیں پھر کیوں ہو فکرِ بیش و کم یا سرورِ عالم

کہیں گے نعت فردوسِ بریں کے لالہ زاروں میں
جو ہوگا ہم کو یہ موقع بہم یا سرورِ عالم

محبت آپ کی، دینِ مبیں کی شرطِ اوّل ہے
خداوندِ زمانہ کی قسم یا سرورِ عالم

محبت جاگزیں ہے آپ کی جس کے دل و جاں میں
ہمیں دل سے وہی ہے محترم یا سرورِ عالم





نہیں ہے دشمنِ جاں کا بھی جو عدو ، تُو ہے
اگرچہ اشجعِ عالم ہے، نرم خو تو ہے

نثار جس پہ ہے پروانہ ساں جہاں سارا
وہ شمعِ نورِ خدا تُو ، وہ خوب رُو تو ہے

مری زباں پہ نہ کیوں تیری نعت جاری ہو
خُدائے پاک کا موضوعِ گفتگو تو ہے

نصیب جاگ اُٹھے اس کے، تیری آمد سے
جہاں تھا جس کے لیے محوِ جستجو ، تو ہے

ترے بغیر بہر سمت ہُو کا عالم تھا !
جو سب سے پہلے اٹھی، وہ صدائے ھُو تو ہے

دنیٰ کے قصر میں قوسین کا تقرّب ہے
خدائے پاک سے یوں محوِ گفتگو تو ہے

جو تیری جان کے دشمن تھے، وہ بھی کہتے تھے
امین تو ہے ، صداقت کی آبرُو تو ہے

جہانِ عشق تصوّر سے ہے ترے آباد
قلوب جس سے ہیں زندہ، وہ آرزو تو ہے





وقفِ نعتِ سرورِ کُل ہیں مرے فکر و شعور
مدحتِ خیرالبشر ہے سنّتِ ربِّ غفور

مظہرِ حسنِ خدا ہے آپ کا نور و ظہور
آپ کے ہاتھوں میں ہیں کونین کے جملہ امور

ناخدا ہوں گے خدا کے لطف سے میرے نبی
کر سکوں گا قُلزُمِ عصیاں کو بے کھٹکے عبُور

آپ ہی آقا ، مدد فرمائیے تو آ سکوں
ورنہ میں اک ماہیِ بے آب ہوں طیبہ سے دُور

اے صبا ! مجھ کو مدینے میں اڑا لے چل ذرا
مجھ کو اُن کے روضۂ اقدس پہ جانا ہے ضرور

کس کی طاقت ہے، کرے نعتِ محمّد کا بیاں
وہ حبیبِ کبریا ہیں شافعِ یوم النشور

عہدِ فترت میں ہُوا ہے شاہِ خاور کی طرح
محسنِ انسانیت کا آخرِ شب میں ظہُور

منکسر ہر وقت رہنا مصطفیٰؐ سے سیکھ لو
ذوقِ ابلیسی و بُولہبی رہا کبر و غرُور

گلشنِ گیتی کا ہر ذرّہ ہے اس سے مُستنیر
ہے فروزاں روز و شب طیبہ میں شمعِ کوہِ طور

اپنی خوش بختی پہ کیوں نازاں نہ ہوں محمُودؔ میں
لکھ رہا ہوں جبکہ آقا کی ثنا میں یہ سطور





عنایت کی نظر ہو مجھ پہ ہر پل احمدِ مرسل
ہُوا ہوں دُوریِ طیبہ سے بے کل احمدِ مرسل

تمھارے التفاتِ خاص کا یہ بھی کرشمہ ہے
کہے جاتا ہوں نعتیں میں مسلسل احمدِ مرسل

ہمیں کیا دھوپ عصیاں کی تپائے گی، جلائے گی
جو چھائے ہیں تری رحمت کے بادل احمدِ مرسل

خدا کے واسطے مجھ کو بھی اب اِذنِ حضوری ہو
کہ دیکھوں آپ کے جلوے مکمّل احمدِ مرسل

جہاں سے کفر کی سب ظلمتیں کافور ہو جائیں
جلے سینوں میں گر ایماں کی مشعل احمدِ مرسل

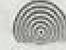
نہیں اخلاق کی اچھّائیاں موجُود کچھ ہم میں
ہُوا ہے ملک انسانوں کا جنگل احمدِ مرسل

کروں میں سامنا کب تک حوادث کے تھپیڑوں کا
مرے بازو بھی اب تو ہو گئے شل احمدِ مرسل

کوئی تم بن ہلاکت سے بچا سکتا نہیں ہم کو
یہ دنیا بن چکی ہے ایک مقتل احمدِ مرسل

کہیں محمُودؔ دھنس جائے نہ سر سے پاؤں تک اسمیں
ہے اس کے سامنے عصیاں کی دلدل احمدِ مرسل







تمہارے ذکر سے تسکینِ دل ہے یارسول اللہ
تمہارے ہجر میں جاں مضمحل ہے یارسول اللہ

ابھی تک روضۂ اقدس پہ حاضر ہو نہیں پایا
یہی احساس مجھ کو جاں گسل ہے یارسول اللہ

یہ میری شاعری اور یہ مرے افکار کا حاصل
تمہاری نعت ہی پر مشتمل ہے یارسول اللہ

پہنچ کر گنبدِ خضرا پہ حالِ دردِ دل کہہ دوں
یہ اِک خواہش تو میری مستقل ہے یارسول اللہ

زیارت آپ کی ہوگی لحد میں جب تو اُٹھے گی
جدائی کی پڑی جو دل پہ سل ہے یارسول اللہ

اگر محمود نازاں ہے تمہاری مدح خوانی پر
گناہوں پر بھی اپنے منفعل ہے یارسول اللہ





مفتخر ہوں نعت کے ارقام سے یا مصطفیٰ
ہے زباں شیریں تمہارے نام سے یا مصطفیٰ

میرے حالِ زار پر لطف و کرم کی ہو نظر
ہوں پریشاں کثرتِ آلام سے یا مصطفیٰ

ہے تصوُّر گنبدِ خضرا کا دِل میں روز و شب
ہم کو مطلب گردشِ ایّام سے یا مصطفیٰ

سطوتِ شاہی کو بھی خاطر میں وہ لاتے نہیں
جن کو الفت ہوگئی اِسلام سے یا مصطفیٰ

ایک دنیا آشنا ہے نعت گوئی کے طفیل
آپ کے اِس شاعرِ گمنام سے یا مصطفیٰ

حشر میں محمُود کی فردِ عمل دیکھے بغیر
بخش دِیجے اس کو لطفِ عام سے یا مصطفیٰ



اگر کسی کی محبت خدا نصیب کرے
مجھے نبی کی محبت خدا نصیب کرے

اگر ہے ان کی محبت سے بے خودی میری
تو بے خودی کی محبت خدا نصیب کرے

کرے جو ہم کو مقامِ رسُول سے آگاہ
اس آگہی کی محبت خدا نصیب کرے

خیالِ غیر نہ ذکرِ حضور میں آئے
اس ایک ہی کی محبت خدا نصیب کرے

شعار جس کا ثنائے رسُولِ اکرم ہو
اس آدمی کی محبت خدا نصیب کرے

حضور سادہ تھے، تم بھی دُعا کرو محمُود
کہ سادگی کی محبت خدا نصیب کرے





عکسِ حُسنِ ذات ہے حسن و جمالِ مصطفیٰ
ہے مقالِ حق تعالیٰ قیل و قالِ مصطفیٰ

رجعتِ خورشید شاہد آپ کی عظمت پہ ہے
اور ہے شق القمر شانِ کمالِ مصطفیٰ

وہ زمانے میں حیاتِ جاودانی پا گیا
جس کی قسمت میں ہے عشقِ لازوالِ مصطفیٰ

دشمنوں سے بھی محبت اور شفقت کا سلوک
کس کو بھولے گی یہ خوئے بے مثالِ مصطفیٰ

وسعتِ ارض و سما میں جس طرف بھی کی نظر
موجزن ہے قلزمِ جُود و نوالِ مصطفیٰ

عمر بھر کی تشنگی کو بھی قرار آجائے گا
مل گیا گر قطرۂ آبِ زلالِ مصطفیٰ

کاش ہو محمُود پر بھی لطف و رحمت کی نظر
یہ بھی ہے اک شاعرِ آشفتہ حالِ مصطفیٰ



انعم اللہ علیہم

بیاضِ عقیدت

۱ ۳ ھ ۹ ۷



عموماً ہم وہ لکھتے ہیں مقالے یا رسُول اللہ
جو ہم نے فِسق کے سانچے میں ڈھالے یا رسُول اللہ

اندھیروں میں بھٹکتی پھر رہی ہے آپ کی اُمّت
ہوئے اوجھل نگاہوں سے اُجالے یا رسُول اللہ

گِھرا ہے قوم کا ہر فردِ گردابِ مصیبت میں
کوئی ہم میں سے اب کس کو سنبھالے یا رسُول اللہ

متاعِ دنیوی کی جستجو میں کھو دیے ہم نے
جو تھے ہاتھوں میں جنّت کے قبالے یا رسُول اللہ

لیے تھے خالدؓ و طارقؒ نے جو اپنی شجاعت سے
وہ تمغے آج ہم نے بیچ ڈالے یا رسُول اللہ

بدل کر کینچلی اب سُرخ رنگت میں ہوئے ظاہر
ہمیں ڈستے ہیں اس صورت میں کالے یا رسُول اللہ

ہیں پُرزے جن کے ہاتھوں میں ہمارے جیب و داماں کے
ہم اُن کے ہاتھ میں ہیں ہاتھ ڈالے یا رسُول اللہ

وُہ اُمّت جو علمبردار تھی حق و صداقت کی
ہوئی اب کذب و ظلمت کے حوالے یا رسُول اللہ

ہوئے ہیں آج ہم خوار و زبُوں سارے زمانے میں
کچھ ایسے روگ ہم لوگوں نے پالے یا رسُول اللہ

سنائے کس کو یہ محمودؔ رُودادِ الم اپنی
دکھائے کس کو اپنے دِل کے چھالے یا رسُول اللہ



اُمہات المؤمنین اور آل و اصحابِ نبی
چرخِ عرفاں کے درخشندہ ستارے ہیں سبھی
اولیا و اصفیا ہوں یا فقیہانِ کرام!
دہر کے ظلمت کدے میں ان سے پھیلی روشنی

—— ضیا محمّد ضیاؔ

خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم



مرے غم خوار بوبکر و عمر، عثمان و حیدر ہیں
مجھے درکار بوبکر و عمر، عثمان و حیدر ہیں

حبیبِ کبریا کا عشق اصلِ دین و ایماں ہے
مگر معیار بوبکر و عمر، عثمان و حیدر ہیں

جنھیں آقا سے الفت تھی، انھیں جن سے محبت تھی
وہ چاروں یار بوبکر و عمر، عثمان و حیدر ہیں

گئے کعبہ سے طیبہ تک تو جنّت زیرِ پا دیکھی
وہ خوش رفتار بوبکر و عمر، عثمان و حیدر ہیں

مُراد، اک، دو شہید اور ایک یارِ غار ہے اُن کا
نبیؐ کے یار بوبکر و عمر، عثمان و حیدر ہیں

رسُولِؐ پاک کے ساتھی ہیں وہ دنیا و عقبیٰ میں
وفا آثار بوبکر و عمر، عثمان و حیدر ہیں

محبّت ان کی ہے محمُودؔ میرا جُزوِ ایمانی
مرے دلدار بوبکر و عمر، عثمان و حیدر ہیں

سیّدنا ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ

ہے دلِ مسلم میں عظمت حضرتِ صدّیق کی
ذات ہے شایانِ مدحت حضرتِ صدّیق کی

انبیا کو چھوڑ کر، ہیں آپ سب کے رہنما
بعدِ احمد ہے فضیلت حضرتِ صدّیق کی

سرورِ دو کونؐ و خالق تک رسائی کے لیے
چاہیے ہم کو وساطت حضرتِ صدّیق کی

آپ سرخیلِ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّار تھے
نرم تھی گرچہ طبیعت حضرتِ صدّیق کی

مدعی کاذب نبوّت کے ہوئے ہیں جس قدر
ان پہ دیکھی سب نے شدّت حضرتِ صدّیق کی

قبر میں بھی آپ ساتھی ہیں رسولؐ پاک کے
دیکھیے شانِ رفاقت حضرتِ صدّیق کی

آپ ہیں حاجت گزارِ سرورِ کون و مکاں
فرض ہے ہم پر اطاعت حضرتِ صدّیق کی

تھے مُصدّق بھی تو پہلے آپ ہی سرکار کے
اوّلیں گر ہے خلافت حضرتِ صدّیق کی

منقبت کہتا ہوں میں محمودؔ ان کی صبح و شام
ہے مرے دل میں محبت حضرتِ صدّیق کی



سیّدنا عُمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ

جہاں میں ہر طرف چرچا ہے فاروقِ معظم کا
انوکھا مرتبہ دیکھا ہے فاروقِ معظم کا

مُرادِ سرورِ ہر دو جہاں فاروقِ اعظم ہیں
زمانے سے عجب رتبہ ہے فاروقِ معظم کا

کیا تھا سنِ ہجری اور بیت المال کا اجرا
شعورِ آگہی یکتا ہے فاروقِ معظم کا

سیاست اور معیشت میں بھی اصلاحات فرمائیں
طریقِ انقلاب اچھا ہے فاروقِ معظم کا

ہوئی تشہیرِ شرعِ مصطفیٰ ان کی خلافت میں
یہ خدمت دین کی، حصّہ ہے فاروقِ معظم کا

چلے نقشِ قدم پر آپ بھی صدّیقِ اکبر کے
انھی کا راستہ، رستہ ہے فاروقِ معظم کا

نبیؐ کی مدح میں اکثر عمر کا ذکر کرتا ہوں
اثر دل پر مرے اتنا ہے فاروقِ معظم کا

ابوبکر آپ کے ساتھی تھے اور عثمان وحید بھی
اور اُن کے درمیاں درجہ ہے فاروقِ معظم کا

میں کیوں محمودؔ روز و شب نہ ان کی منقبت لکھوں
کہ میرے سر میں بھی سودا ہے فاروقِ معظم کا



سیّدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ

عاشقِ محبوبِ ربُّ العالمیں عثمان ہیں
رہنما، مقتدائے اہلِ دیں عثمان ہیں

محفلِ عرفان کے مسند نشیں عثمان ہیں
قلزمِ اخلاص کے دُرِّ ثمیں عثمان ہیں

ہیں رسُولؐ پاک کے داماد، ذوالنّورین ہیں
عزّت و ناموسِ احمدؐ کے امیں عثمان ہیں

تاجدارِ کشورِ حلم و حیا ہیں بے گماں،
دوستدارِ سرورِ دنیا و دیں عثمان ہیں

اشقیا نے کر دیا ان کو تلاوت میں شہید
جن کی ہے مظلومیت غم آفریں، عثمان ہیں

جانشیں ہیں حضرتِ عثمان کے مولا علی
اور بوبکر و عمر کے جانشیں عثمان ہیں

نرم دل صدیقِ اکبر ہیں، جری فاروق ہیں
پاک دل ہیں مرتضیٰ اور شرمگیں عثمان ہیں

عشقِ ذاتِ کبریا ہے زندگی عثمان کی،
خاتمِ عشقِ محمدؐ کے نگیں عثمان ہیں

کیوں مجھے غم گردشِ آلام کا محمودؔ ہو
درد کے ماروں کے غم خوار و معیں عثمان ہیں



سیّدنا علی ابنِ ابی طالب کرّم اللہ وجہہ

کبریا کے لطف کے حامل علی المرتضیٰ
عشقِ احمدؐ میں بھی ہیں کامل علی المرتضیٰ

بوتراب ارشاد فرمایا اُنھیں سرکارؐ نے
ہیں ہر اک تعریف کے قابل علی المرتضیٰ

جو گرفتارِ بلا ہیں قلزمِ عصیاں میں آج
ہیں اُنھی کے واسطے ساحل علی المرتضیٰ

صاحبِ عرفان، بابِ شہرِ علمِ مصطفیٰ
سب خصوصیات کے حامل علی المرتضیٰ

رات دن اُن کی طلب، اُن کی ثنا، ان کا خیال
اپنا ماضی، حال، مستقبل علی المرتضیٰ

سرورِ کونینؐ کے بھائی بھی ہیں، داماد بھی
اور رفیقوں میں بھی ہیں شامل علی المرتضیٰ

ہے نشانِ جادۂ حق آپ کا نقشِ قدم
اور دینِ حق کی ہیں منزل علی المرتضیٰ

روز و شب محمودؔ کی نظروں کو ہے ان کی تلاش
ہیں ضیا بخشِ حریمِ دل علی المرتضیٰ



سیّدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا



بہارِ گلشنِ ایماں خدیجہ
چراغِ محفلِ عرفاں خدیجہ
ہے پاکیزہ تریں کردار جن کا
وقارِ عالمِ نسواں خدیجہ

وہ قندیلِ حریمِ مصطفیٰ ہیں
چراغِ خانۂ خیر الوریٰ ہیں
دکھایا ان کو عفت کا نمونہ
خواتینِ جہاں کی رہنما ہیں

شریکِ حالِ پیغمبرؐ خدیجہ
حیا و حلم کی پیکر خدیجہ
کلی ہیں وہ گلستانِ وفا کی
صفا و صدق کی مظہر خدیجہ

مرے آقا کی غم خوار و معیں ہیں
مسلمانوں کا ایمان و یقیں ہیں
نبیؐ کی محترم زوجہ خدیجہ
یکے از اُمّہات المؤمنیں ہیں

سیّدہ عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا



مصدرِ مہر و وفا مخدومۃ الدارین ہیں
منبعِ حلم و حیا مخدومۃ الدارین ہیں
عائشہ صدیقہ بنتِ حضرتِ صدیق ہیں
عکسِ خُلقِ مصطفیٰ مخدومۃ الدارین ہیں
وہ ہیں اُمّ المؤمنیں، جن کا حُمیرا ہے لقب
پیکرِ صدق و صفا مخدومۃ الدارین ہیں
عقد میں جب لے لیا سرکارِ والا نے انھیں
سب فرشتوں نے کہا، مخدومۃ الدارین ہیں
ہے مسلماں عورتوں پر اُن کا ظلِّ عاطفت
خوگرِ مہر و وفا مخدومۃ الدارین ہیں
جن کی عصمت کی گواہی دی کتاب اللہ نے
ہاں وہ ممدوحِ خدا مخدومۃ الدارین ہیں
لو لگائی تھی انھوں نے بس رسول اللہ سے
بے نیازِ ماسوا مخدومۃ الدارین ہیں
شارعِ دیںؐ کی رفیقہ، شارحہ اسلام کی
اہلِ حق کی رہنما مخدومۃ الدارین ہیں

سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ

ہر ثنا ہو کیوں نہ شایانِ شہِ کرب و بلا
طائرِ سدرہ ہے دربانِ شہِ کرب و بلا

ہوں مرے ماں باپ قرباں اُن کے نانا جانؐ پر
میرے جان و دل ہوں قربانِ شہِ کرب و بلا

کٹ مرے جو عظمتِ ناموسِ دیں کے واسطے
ہو میسّر اس کو عرفانِ شہِ کرب و بلا

مثلِ گل ہر فرد ہے اس خاندانِ قُدس کا
رونقِ جنت ہے بُستانِ شہِ کرب و بلا

کیا اُنھیں اندیشۂ نارِ جہنّم دوستو!
جن کے ہاتھوں میں ہے دامانِ شہِ کرب و بلا

مرتبہ دانِ محمّد ہے خدائے عزّ و جل
مصطفیٰ ہیں مرتبہ دانِ شہِ کرب و بلا

ہے نتیجہ اُن کے اعمالِ شنیعہ کا کہ ہیں
خائب و خاسر حریفانِ شہِ کرب و بلا

کیا ستم ہے، تاخت و تاراج کر ڈالا گیا
دشتِ غربت میں گلستانِ شہِ کرب و بلا

قُدسیانِ پاک ہیں محمود میرے ہم زباں
یُوں کہ ہوں میں بھی ثنا خوانِ شہِ کرب و بلا



حضرت امام اعظم نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ

زباں ہر دم مری مدحت سرائے بو حنیفہ ہے
میں حنفی ہوں، مرے دل میں ولائے بو حنیفہ ہے

جھکاتے ہیں فقیہانِ زمانہ سر جہاں آکر
وہ رشکِ آسماں دولت سرائے بو حنیفہ ہے

سراجِ بزمِ عرفاں ہیں، چراغِ راہِ ایماں ہیں
جہاں جس سے ہے روشن، وہ ضیائے بو حنیفہ ہے

عطا حق نے کیا ہے تابعیّت کا شرف اُن کو
جو طالب ہے ہدایت کا، فدائے بو حنیفہ ہے

بنے شاگرد اُن کے رہنما راہِ حقیقت کے
مسلّم دہر میں عزّ و علائے بو حنیفہ ہے

صدارت کا ملا منصب انھیں بزمِ شریعت میں
جہانِ علم کی عظمت برائے بو حنیفہ ہے

امامِ اعظمِ اہلِ شریعت ہے لقب ان کا
نشانِ جادۂ حق نقشِ پائے بو حنیفہ ہے

پیاس اپنی بجھائیں تشنگانِ علمِ دیں آکر
کھُلا شام و سحر بابِ عطائے بو حنیفہ ہے

خدا کے فضل سے، ختم الرُّسل کی چشمِ رحمت سے
زباں محمود کی وقفِ ثنائے بو حنیفہ ہے



حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

ہر لحظہ خدا کی کر کے ثنا مخدوم علی بن عثماں نے
کی توصیفِ مہمانِ دنیٰ مخدوم علی بن عثماں نے
اصلاح و ہدایت کی جانب ہندی نہ قیامت تک آتا
کر کے یہ دکھایا ہے داتا مخدوم علی بن عثماں نے
بُت پُوجنے والے لوگوں کو توحید پرستی ہیں ڈھالا
سینوں کو منوّر کر ڈالا مخدوم علی بن عثماں نے
اس برِصغیر میں داتا نے اسلام کا پرچم لہرایا
یہ مرتبہ خالق سے پایا مخدوم علی بن عثماں نے
چِلّہ تو معین الدین کو بھی اس روضے پر کرنا ہی پڑا
خواجہ کو دیا اعزاز بڑا مخدوم علی بن عثماں نے
فیضانِ علی ہجویری سے ملتی ہے نگاہ و دل کو جِلا
مدحت کا دیا یہ ہم کو صلہ مخدوم علی بن عثماں نے
محمودؔ جہاں کو بتلایا ، ہے کون نبیؐ ، ہے کون خدا
اقطابِ جہاں کے راہ نما مخدوم علی بن عثماں نے



حضرت غوثِ اعظم مُحی الدّین رحمۃ اللہ علیہ

جس کے دل میں الفتِ سرکارِ جیلانی نہ ہو
بالیقیں اس کی نظر میں نورِ ایمانی نہ ہو
گر شہِ بغداد کے در کی گدائی ہو نصیب
خواہشِ دنیا ، تمنّائے جہانبانی نہ ہو
منزلِ عرفانِ حق کو کس طرح پائیں گے ہم
غوثِ اعظم کا اگر فیضانِ روحانی نہ ہو
ہو نہ گر وردِ زباں اسمِ گرامی آپ کا
درد کا درماں نہ ہو، مشکل کی آسانی نہ ہو
تھا یہی منشائے حق بہرِ محمّدؐ مصطفیٰ
غوثیت میں عبدِ قادر کا کوئی ثانی نہ ہو
جب ہوئی بغداد کی گلیوں کی مٹّی زیبِ سر
مرزا کیوں معصیت کاروں کی پشیمانی نہ ہو
حرزِ جاں تعلیم غوثِ پاک ہونی چاہیے
یہ جو ہو ، پھر ہم کو کوئی بھی پریشانی نہ ہو
ہے یہ ناممکن ، رسائی ہو ریاضِ خُلد تک
کوچۂ غوث الوریٰ کی خاک گر چھانی نہ ہو
میں اٹھا سکتا نہیں محمودؔ لطفِ زندگی
لطف فرما مجھ پہ گر وہ غوثِ صمدانی نہ ہو



حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ

ہماری زندگی حضرت معین الدین چشتی ہیں
پیامِ سرخوشی حضرت معین الدین چشتی ہیں

وہ جن کو ہم معینِ ملّتِ اسلام کہتے ہیں
وہ باعظمت ولی حضرت معین الدین چشتی ہیں

فضا اجمیر کی روشن ہے اب تک ان کے جلووں سے
تصوّر میں ابھی حضرت معین الدین چشتی ہیں

مئے عرفاں کے جرعہ کش نہ کیوں ہوں مستفید ان سے
طلب عشّاق کی حضرت معین الدین چشتی ہیں

وہ جن کو تاجدارِ اولیا سب لوگ کہتے ہیں
وہی بے شک وہی حضرت معین الدین چشتی ہیں

پتھورا کی عمل داری ہوئی تھی کالعدم جن سے
وہ عظمت ہند کی حضرت معین الدین چشتی ہیں

کواکب کی طرح اجمیر کے ذرّے ہوئے روشن
اک ایسی چاندنی حضرت معین الدین چشتی ہیں

ہوئے جن سے منوّر سرزمینِ ہند کے گوشے
وہ نورِ ایزدی حضرت معین الدین چشتی ہیں

لکھی محمودؔ میں نے منقبت فرطِ عقیدت سے
مرے دل کی خوشی حضرت معین الدین چشتی ہیں



حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ



ہے نام پاک شیخ احمد مجدّد الفِ ثانی کا
جہاں ہے معتقد بے حد مجدّد الفِ ثانی کا

رہی احقاقِ حق، ابطالِ باطل زندگی اُن کی
کہ تھا احیائے دیں مقصد مجدّد الفِ ثانی کا

تصوّف کی کتابوں میں ہیں مکتوبات روشن تر
ہر اک مکتوب ہے سرمد مجدّد الفِ ثانی کا

جہاں سے ہمہ "دینِ الٰہی" کا مٹا ڈالا
اثر تھا یہ بہ شدّ و مد مجدّد الفِ ثانی کا

رحیم اور رام کو اک ذات کہنے کی ہوئی سازش
تو تھا کردار رہ میں سد مجدّد الفِ ثانی کا

تصور ایک مُسلم قومیت کا آپ نے بخشا
کرم ہے قوم پر بے حد مجدّد الفِ ثانی کا

شعر و شاعر

مِدحت سرائے پیغمبر

۱۹۸۷ء

اعلیحضرت بریلوی علیہ الرحمۃ



جہانِ عشق کے رُوح و رواں احمد رضا خاں ہیں
رہِ حق کے امیرِ کارواں احمد رضا خاں ہیں

شہِ جیلاں کے نائب، سرورِ دو کون کے عاشق
عُدو کے واسطے شیرِ ژیاں احمد رضا خاں ہیں

رگ و ریشہ میں ان کے موج زن عشقِ محمدؐ ہے
نبیؐ کی نعت میں رطب اللساں احمد رضا خاں ہیں

مجدد بھی، محدّث بھی، مفکّر بھی، مفسّر بھی
ہمارے پیشوا، فخرِ زماں احمد رضا خاں ہیں

ریاضی، فلسفہ، تاریخ و منطق کے شناسا ہیں
امیرِ محفلِ نکتہ وراں احمد رضا خاں ہیں

وہ ہیں کشّافِ اسرارِ علومِ دین و دنیا بھی
کہ ناموسِ نبیؐ کے پاسباں احمد رضا خاں ہیں

نگاہوں میں ہے ان کی شخصیت کا احترام اتنا
دلوں کی سلطنت کے حکمراں احمد رضا خاں ہیں

رسولُ اللہ سے محمودؔ الفت اصلِ ایماں ہے
محبت کے حقیقی ترجماں احمد رضا خاں ہیں'

ڈاکٹر سیّد عبدُاللہ

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ نعتوں کے اِس مجموعے کا تاریخی نام ہے۔ سورۂ اَلَمْ نَشْرَحْ کی یہ آیۂ کریمہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ خیر کو بلند کرنے کے متعلق پیش گوئی پر مشتمل ہے۔ اور آنحضرتؐ کا ذکرِ خیر نعت کے مضامین پر بھی محیط ہے۔ گویا قمری لحاظ سے کم و بیش ۱۳۹۷ سال پہلے اس آیۂ مبارکہ کے ذریعے نعتوں کے اس مجموعے کی مقبولیت کی بھی نشاندہی کر دی گئی تھی۔ یہ امر اس کے مصنّف راجا رشید محمود کی خوش نصیبی کی ایک دلیل ہے۔

مصنّف کی خوش نصیبی کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ وہ اس مبارک گروہ میں شامل ہو گیا ہے، جس نے اپنے جذبہ و فکر کا محور افضل البشر حضرت محمد مصطفیٰ کی نعت گوئی کو بنایا۔ اس خوش بخت گروہ میں خوش گو شعراء بھی نظر آتے ہیں اور والا مقام صحابۂ کرامؓ بھی۔ اقبال، جامی اور سعدی بھی دکھائی دیتے ہیں اور حضرت حسانؓ جیسے والا مرتبت صحابی بھی۔ مصنّف نے ان کا ذکر اپنے کلام میں کئی مقامات پر کیا ہے۔ انھیں ان سے دلی عقیدت ہے، اس لیے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کی روح کی غذا تھی۔ صحابۂ کرامؓ کا ذکر وہ اس طرح کرتے ہیں ؎

ہیں بلالؓ و بوذرؓ و عمارؓ و حسانؓ و صہیبؓ
سب دل و جاں سے محبانِ شہنشاہِ عربؐ

'ورفعنا لک ذکرک' ہے کلامِ محمود

صحابہؓ جس طرح دیگر صفاتِ عالیہ کے لحاظ سے سرخیل تھے، اس صفتِ مبارکہ کے لحاظ
سے بھی تمام سے آگے بڑھے ہوئے تھے۔ اسی لیے انھوں نے سب سے زیادہ عقیدت
کا اظہار کیا ہے۔ بعد کے نعت گو شعراء کا درجہ بھی بڑا بلند تھا۔ اسی بنا پر ہمارے مصنف
جب ان کا نام بھی لیتے ہیں تو بڑی تر زبانی کا اظہار کرتے ہیں ؎

ہوئے رومی، رضا، اقبال، جامی
تری مدحت کی نسبت سے گرامی

محبت و عقیدت کے سوتے ہمیشہ تحسینِ سیرت سے پھوٹتے ہیں۔ سیرت کے
لحاظ سے صحابہؓ نے جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر طرح برگزیدہ دیکھا تو وہ
آپ کے والہ و شیدا ہو گئے اور آپ کے نام پر جان قربان کر دینا معمولی کھیل سمجھتے
تھے۔ حضورؐ نے سیرت کا ایسا نمونہ چھوڑا ہے کہ ہزار جستجو کریں، تاریخِ عالم میں اس
کی مثال کہیں بھی نظر نہیں آتی۔ بعد کے محبانِ رسول بھی سیرت کے اس بے مثل
بے نظیر نمونہ کو دیکھ کر فدائیت کے جذبے سے سرشار رہے۔ سعدیؒ کی یکتا نعتیہ
رُباعی کو پڑھیے ؎

بلغ العلےٰ بکمالہ — کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ — صلوا علیہ وآلہ

اس میں یکسر تحسینِ سیرت کی وہی کیفیت موجود ہے، جس کی طرف یہاں اشارہ کیا گیا
ہے۔ رشید محمود بھی نبیِ اکرمؐ فداہٗ روحی کی سیرتِ پاک کے جلووں سے مسحور ہیں، کس
خوبی کے ساتھ کہتے ہیں ؎

نشیبِ فرش کو بخشے غرور و رعنائی
فرازِ عرش کو روندے حضورؐ کی سیرت

کہتے ہیں، فرش زمین کے نصیبے کو بلندی حضور رحمۃ للعلمینؐ کی سیرتِ مبارکہ سے حاصل

ہوئی اور عرش کے قدسیوں کو اپنے آپ پر جو ناز تھا، وہ اسی کی بدولت ٹوٹا۔ وہ
کھلے الفاظ میں کہتے ہیں ؎

خدا کے عشق کی، اِسلام سے محبت کی
دِلوں میں جوت جگائے حضورؐ کی سیرت

سیرتِ مصطفیٰ کو اسی لیے وہ مدحِ خدا اور دین سے تعبیر کرتے ہیں ؎

مدحتِ مصطفیٰ ہے مدحِ خدا
سیرتِ مصطفیٰ کا نام ہے دیں

نعتوں کے اس مجموعے میں حمد کے دو قطعات ہیں۔ دونوں میں مدحِ خدا
مدحتِ مصطفیٰ بن جاتی ہے۔ دیکھیے ؎

جس طرح بے مثل ہے محمود ربِ ذوالجلال
ہے حبیب اس کا جہاں میں بے نظیر و بے مثال

ایک نعت کا یہ مطلع بھی دیکھیے ؎

عکسِ حسنِ ذات ہے حسن و جمالِ مصطفیٰ
ہے مقالِ حق تعالیٰ قیل و قالِ مصطفیٰ

رشید محمود کے دل میں اس بات کا گہرا شعور موجود ہے کہ حضورؐ کی سیرت ملتِ اسلامیہ
کا حقیقی سرمایہ ہے اور اسی سے اس کی بقا وابستہ ہے۔

ملتِ اسلامیہ سے نظر اٹھا کر جب رشید محمود انسانیتِ کبریٰ پر نگاہ ڈالتے ہیں
اور حضورؐ کی بعثت سے پہلے اور بعد کی تاریخ کو دیکھتے ہیں تو انھیں پتا چلتا ہے کہ محمدِ
عربی صلی اللہ علیہ وسلم انسانیت کے صحیح معنوں میں محسن ہیں ؎

جہاں کے ذی فہم مانتے ہیں نبی کو انسانیت کا محسن
ملا ہے درسِ حیات سب کو ہمارے آقا کے دم قدم سے

حضورؐ نے ہی نوعِ انساں کو الفت، اخوت اور مروّت کا سبق دیا اور اس کے مقدر کو سنوار ڈالا۔ یہ الفاظ من وعن اس مجموعے کے ایک شعر سے ماخوذ ہیں۔ حضورؐ کے درس کا یہ پہلو ہمارے نعت گو کے کلام میں بار بار اجاگر ہُوا ہے ؎

جب اپنے دل میں انساں کی ترقی کے لیے ٹھانی
تو انساں کو سکھائیں مستقل اقدارِ روحانی

نفرت و حقارت اور بُغض و عناد سے بھری ہوئی دنیا میں مستقل اقدارِ روحانی کی یاد تازہ کرنا ایک بہت بڑا فریضہ تھا، جسے انسانیت کے محسنِ اعظمؐ کی عملی زندگی کا ذکر کر کے راجا رشید محمود نے انجام دیا ہے۔ اپنے عہد پر تنقید کرتے ہوئے وہ اسی احساس کی بنا پر حضورؐ سے استمداد کی درخواست کرتے ہیں ؎

رحم فرمایئے کہ دَورِ جدید
ہے بہت پُرفتن مرے آقا

اور ساتھ ہی بصد ادب یہ بھی پوچھتے ہیں ؎

بتلایئے کہ آج اے نبّاضِ کائنات
پیغامِ حق کو بھُولتا جاتا ہے کیوں بشر

"نبّاضِ کائنات" کی ترکیب میں جو بے ساختگی پائی جاتی ہے، اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاعر آنحضرتؐ کی عقلِ رسا کا کس وارفتگی سے قائل ہے۔

جیسا کہ تحسینِ سیرت کے عنوان کے ذریعے اس امر کی نشاندہی کی گئی ہے، نعت سرتاسر کاروبارِ محبت ہے۔ محبت کی وجہ سے اپنے محبوب کی ایک ایک بات پیاری نظر آتی ہے۔ محبوب کی گفتگو کا سحر تو بیان ہی نہیں ہو سکتا۔ نبیٔ اکرمؐ کی مٹھی میں سنگریزوں نے کلمۂ طیبہ پڑھا تھا۔ اسی معجزہ کو رشید محمود حضورؐ کا اعجازِ گویائی کہتے ہیں ؎

یہ حقیقت میں تھا اعجازِ تکلم آپ کا
سنگریزوں کو وگرنہ تابِ گویائی کہاں

مدینہ منورہ اسی لیے شاعر کو عزیز ہے کہ یہ مبارک شہر آنحضرتؐ کا مسکن تھا اور اب اس میں گنبدِ خضرا ہے، جہاں آپ آرام فرما ہیں۔ طیبہ کا ذکر اسی وجہ سے بار بار نعتوں میں آتا ہے۔ محبت عام طور پر قیدِ حدود سے نکل جاتی ہے لیکن رشید محمود نے حدودِ ادب کو ملحوظ رکھا ہے۔ یہ بڑا نازک مرحلہ تھا اور شاعر اس سے کامیابی سے گزرا ہے۔ اس کے ساتھ اس نے احترامِ شریعت بھی قائم رکھا ہے ؎

سجدۂ سر سے تو مانع ہیں شریعت کے اصول
سجدۂ دل ہے برائے رحمۃ للعالمینؐ

اور سجدۂ دل آنحضورؐ کی محبت اور مدح کے بغیر اور کچھ بھی نہیں۔ اس لیے حدودِ شریعت اس شعر میں بھی قائم ہیں۔

حدودِ ادب کا بیان ہمیں ان نعتوں کے فنی مقام تک لے آیا ہے۔ ادب و احترام کے ساتھ ان میں خلوص کا وصف بھی پایا جاتا ہے۔ اس وصف نے انھیں جاندار بنا دیا ہے۔ اس لیے شاعر کا یہ دعویٰ بالکل درست ہے کہ اس نے نعتیں دل کی زبان میں تحریر کی ہیں ؎

دل کی زباں میں مدحتِ سرکار ہو بیاں
اربابِ نقد و فن بھی سلیقہ کہیں جسے

ان میں الفاظ کا انتخاب بڑے سلیقے کے ساتھ کیا گیا ہے، جس سے پتا چلتا ہے کہ شاعر نے ادبی اور فنی تقاضوں اور نعت کی جملہ پابندیوں کو حسن و خوبی کے ساتھ ملحوظ رکھا ہے۔ اس کی کئی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ مندرجہ ذیل شعر ملاحظہ ہو ؎

ذہن میں دشتِ مدینہ کا تصوّر آیا!
پھُول الفت کے مری شاخِ نظر پر چمکے

بالخصوص دوسرا مصرعہ دیدنی ہے۔ شعر کی خوبی بھی یہی ہوتی ہے کہ دوسرا مصرعہ بلند ہو

اور آمد ہی آمد کا مظہر بن کر سامنے آئے۔ الفاظ کا انتخاب ایسا ہے کہ ایک ایک میں ربط موجود ہے۔ جذبہ اور فن کے اتحاد نے شعر میں تغزل پیدا کر دیا ہے۔ اس لحاظ سے مندرجہ ذیل اشعار بھی خاصے دلکش ہیں ؎

سدا گھولے گی رس گوشِ زمن میں
رسُولِ پاکؐ کی شیریں کلامی

جو خدائے پاک کا محبوب ہو
اس حسیں پیکر کو کیوں کر چاہیے

سراپایۂ بہارِ تمنا حضورؐ ہیں
دل ہے تو مطمئن ہے، نظر ہے تو بے تعب

فدا ہوں میں عرب کی سرزمیں کے ذرّے ذرّے پر
اگر دل ہے نثارِ کعبہ، جاں قربانِ طیبہ ہے

بعض اوقات الفاظ کی نشست ایسی ہوتی ہے کہ معنیٰ ذہن میں خود بخود جگمگا اٹھتا ہے۔ مندرجہ ذیل شعر پڑھیے ؎

دن پہ بھی رات کا منظر تھا مسلط پہلے
رُوئے پُرنور سے ہر صبح کے تیور چمکے

شعر کا آخری لفظ پڑھتے ہی نگاہوں کے سامنے صبحِ نور کے جلوے موجود ہو جاتے ہیں۔ اس نقطۂ نگاہ سے ذیل کے شعر میں لفظ "پھبن" کی نشست پر بھی غور کریں ؎

مصطفیٰؐ کے چہرۂ پُرنور پر
سُورۂ والشمس کی دیکھو پھبن

فنی لحاظ سے ایک خوبی یہ بھی ہے کہ ایک واقعہ کو جب شاعر بار بار بیان کرتا ہے تو نئے سے نئے معانی نکالتا ہے۔ واقعۂ معراج کو لیجیے۔ اس ضمن میں یہ اشعار ملاحظہ ہوں ؎

وہ جگہ تو سفر کا ہے آغاز
جس جگہ تھک گیا ہے سدرہ نشیں

فرازِ عرش پہ جاری رہا خرامِ رسُولؐ
حدِ نگاہ سے ہے ماورا مقامِ رسُولؐ

مسند آرائے عرشِ اعلیٰ ہے
آپ کی ذات فخرِ موجُودات

مقام پایا ہے عرشِ اعلیٰ نے میرے سرکار کے قدم سے
وقارِ انسانیت بڑھایا خدا نے خیر البشر کے دم سے

ان اشعار میں آپ کو مناسب اور موزوں تلمیحات بھی دکھائی دیں گی۔ اور پھر حسنِ الفاظ و تلمیحات کے ساتھ ساتھ فکر و شعور کا حسن بھی نعتوں میں پایا جاتا ہے ؎

بسا ہے مرے دل میں ان کا تصوّر
مری شانِ فکر و شعور اللہ اللہ

نعتِ محبوبِ خلائق گر نہ ہو لب پر مرے
پیکرِ تخییل میں یہ حسن و زیبائی کہاں

روشن نہ کیوں حریمِ خیال و شعور ہو!
عشقِ نبیؐ کی دل میں مکیں ہیں تجلیاں

ظاہر ہے جمالیاتی لحاظ سے نعتوں کے کئی پہلو ہیں۔ مذکورہ بالا تمام محاسن کی بنا پر ہم راجا رشید محمود کو ایک کامیاب نعت گو سمجھتے ہیں۔

اشفاق احمد

نعت کسی صنفِ سخن کا نام نہیں۔ یہ تعلق، رابطے اور گزارشِ احوال کا ایک ذریعہ ہے۔ ایسا ذریعہ، جس سے معمولی غلام اور بڑے آقائے دوجہاں کی کائناتِ کرم سے دامن بھرنے کے لیے اپنا رُخ متعین کرتے ہیں۔ نعت گوئی کا فن خوش نصیبی اور خوش بختی ہی کا مظہر نہیں بلکہ خوش حالی کی وجہ بھی ہے۔ نعت کہنے اور نعت کی دنیا میں رہنے والا اپنے عہد کا خوش حال ترین انسان ہوتا ہے۔ یہ بات الگ ہے کہ اس کو یا اس کے لواحقین کو اس حقیقت کا شعور نہ ہو سکے۔

راجا رشید محمود ان خوش بخت لوگوں میں سے ہیں، جن کی زندگی کا دامن اور سانسوں کا رشتہ ثنائے خواجہ سے بندھا ہے۔ یہ دولت ہر کسی کا مقدر نہیں ہوتی۔ وہ جن کے باہر شبنمیں ٹھنڈک اور اندر نورِ نبوت کا چاننا ہوتا ہے، وہی اس دولت سے مالا مال ہوتے ہیں اور وہی موجیں مارتے ہیں۔ میری دانست میں تو ایسی خوش نصیبی پر حسد بھی روا ہے!

راجا رشید محمود: دریوزہ گرِ کوئے محمدؐ، اتنی چھوٹی عمر میں ایسی بڑی ڈگری سے نوازا جائے، یہ سب اس کا کرم اور اس کی عطا ہے۔ کوشش، ہمت، محنت، کسب یا تجزیہ ایسی ڈگری کے حصول میں کوئی مدد نہیں دیتے۔ یہاں صدا کی اور فریاد کی اور مسلسل کوک کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسی کوک جو دل کی گہرائیوں سے اٹھے تو گلا رُندھ جائے، سانس رُک جائے اور آواز بند ہو جائے لیکن آنکھیں اس فریاد

کا آنسوؤں کی صورت میں ترجمہ کرتی چلی جائیں۔

میں کُوک فریاد کے اس بھکاری کو حسرت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ جب بھی اس کے بھاگ جاگیں گے اور حضورؐ اس کو مسکرا کر دیکھیں گے تو مجھ ایسے سگِ دنیا اس سے بہت دُور رہوں گے۔ لیکن ہمیں یہ فخر ضرور ہوگا کہ ہم نے اس بھکاری کو گھر گھر جا کر دولتِ تسکین بانٹتے دیکھا ہے اور بار ہا دیکھا ہے۔

اے دریوزہ گر! صدا! صدا!! صدا!!!

اور ــــ اور ــــ اور ــــ

کوک فریدا کوک توں جیوں راکھا جوار
جب لگ ٹانڈا نہ گرے تب لگ کوک پکار

حفیظ تائب

۱۹۷۲ء میں راجا رشید محمود کا ترتیب دیا ہُوا انتخابِ نعت "مدحِ رسولؐ" کے نام سے سامنے آیا تو یہ انکشاف ہُوا کہ اس کتاب کے مرتب شاعر بھی ہیں اور نعتِ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے گہرا شغف رکھتے ہیں۔ مذکورہ انتخاب کے دو حصّے تھے اور ان دونو حصّوں میں مرتب کی ایک ایک نعت تھی۔ پہلے حصّے کی نعت میں نگاہِ نبی کے آسرا بن جانے، طبیعت کے غمِ مصطفیٰؐ سے آشنا ہو جانے اور دیارِ رسولِ خدا تک پہنچنے کی حسرت تھی۔ دوسرے حصّے میں شریک نعت میں حضورؐ کی سیرت و تعلیم اور تمدنِ عالم پر ان کے اثرات کو موضوع بنایا گیا تھا، آپ کے نظامِ عدل و مساوات کے حوالوں سے آپ کو خیر البشر اور محسنِ انسانیت قرار دیا گیا تھا۔ ایک طرف آپ کے ذکر سے دِل کو سکون ملنے کا اعتراف تھا تو دوسری طرف آپ کے لائے ہوئے انقلاب کا برملا اظہار۔ گویا اس نعت کا دائرہ ذات سے کائنات تک پھیلتا نظر آتا تھا۔ پہلی نعت میں ذاتِ رسالت مآبؐ کے محاسن تھے تو دوسری میں صفات و تعلیماتِ آنحضورؐ کا تذکرہ۔ گویا یہ دو نعتیں نعت کے قدیم اور جدید رنگوں کی نمائندہ بن کر سامنے آئی تھیں۔ پہلا رنگ اردو شاعری کی ابتدا سے لے کر اب تک ارتقا پذیر ہے۔ دوسرا رنگ اگرچہ زیادہ پُرانا نہیں مگر نصف صدی ہی میں اس نے اپنی افادیت و عظمت منوالی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان دو نو رنگوں کی ہم آہنگی سے اعلیٰ نعت ظہور میں آتی ہے اور مجھے خوشی ہے کہ اس مجموعے میں شامل اکثر نعتوں میں ان دو رنگوں کا خوبصورت

امتزاج نظر آتا ہے۔

گزشتہ کچھ برسوں سے نعت میں اُس معیارِ معراجِ انسانیت کے حوالے سے اپنے احوال کا جائزہ لینے کا رُجحان بہت عام ہو رہا ہے اور زندگی کا ہر مسئلہ نعت کا موضوع بن رہا ہے۔ یوں نعت کا کینوس وسیع سے وسیع تر ہوتا جا رہا ہے۔ اکثر اچھے اچھے شاعر نعت گوئی کی طرف مائل ہیں اور انھوں نے نعت کے لامحدود امکانات سُجھائے ہیں۔

راجا رشید محمود کرچہ شاعری میں نووارد ہیں مگر ان کے تیور بتا رہے ہیں کہ وہ عنقریب بُستانِ نعت کا سروِ چراغاں بنیں گے۔ ان کا دل عشقِ نبیؐ سے گداز ہے، طبعِ جدت طراز رکھتے ہیں اور مدحِ رسولؐ کو اپنی زندگی کا مدعا سمجھتے ہیں —— اور یہی وہ لوازم ہیں، جن سے اعلیٰ درجے کی نعت ظہور میں آتی ہے۔

میں اُن کے مجموعۂ نعت و مناقب "**ورفعنالك ذكرك**" کی پیشوائی کرتے ہوئے نہایت مسرور ہوں اور مجھے یقین ہے کہ اُن کی نعت قارئین کے لیے موجبِ جذب و سُرور ہوگی —— اور جوں جوں ان کا فنّی انہماک بڑھے گا، وہ نعتیہ شاعری میں خوبصورت اضافے کریں گے۔

آخر میں میری یہ دعا ہے کہ ان کی لگن میں روز بروز اضافہ ہو اور ان کی یہ سعی و کاوش بارگاہِ رسالت مآبؐ اور حلقہ بگوشانِ اسلام میں مقبول ہو۔

محمّد مُنوّر

"صلوٰۃ و سلام" ایک رمز ہے اور یہ لفظوں میں تشریح یاب نہیں ہو سکتی۔ اس رمز کو ہر رمز کا خالق جانے اور حضور رسالتمآبؐ جانیں —— اور کسی کے بس میں نہ ادراک ہے اور نہ بیان، ہاں اہلِ ایمان کی روح اور مہبطِ روح یعنی قلب بھرپور سرشاری اور اہتزاز محسوس کرتے ہیں۔ یہ روحانی اور قلبی حظ اتنا لطیف ہے کہ نازک سے نازک، لطیف سے لطیف اور شفاف سے شفاف الفاظ بھی اس کیفیت کو عبارت کا پیکرِ محسوس نہیں بنا سکتے، یہ نہ خطبات کے بس کی بات ہے اور نہ شعر کے اختیار کا معاملہ۔

نعت کا معاملہ نازک ہے۔ محبّت کے مضامین کو اس طرح ادا کرنا کہ ادب کا بہترین قرینہ موجود رہے۔ عقیدت شیفتگی ضرور بنے مگر دیوانگی کی صُورت اختیار نہ کرے۔ عُرفیؔ نے نعت ہی کے باب میں ملحوظ رکھی جانے والی احتیاط کے پیشِ نظر کہا تھا ؏

ہشیار کہ رہ بر دمِ تیغ است قدم را

نعت کے ہر شعر میں نعت کا ایسا قرینہ موجود ہونا چاہیے کہ وہ عام مضامینِ غزل سے متمیّز ہو اور ظاہر ہے کہ یہ کام آسان نہیں۔ اس کے لیے خالی قادرالکلامی ہی نہیں، مزاج کا داخلی رکھ رکھاؤ اور دل و دماغ کی بیداری درکار ہے۔

راجا رشید محمود کی طبیعت کا عمومی رجحان نعت گوئی ہی کی جانب ہے اور اُن کی نعتیں پڑھتے ہوئے یہ احساس ضرور ہوتا ہے کہ وہ محض کسی نعتیہ مشاعرے

میں حاضری لگوانے یا کسی ریڈیائی یا ٹیلی ویژنیائی مشاعرے میں شریک ہو کر معاوضہ حاصل کرنے کے شوق میں نعت نہیں کہتے لہٰذا ان کے لیے یہ نغمہ "فصلِ گل و لالہ" کا پابند نہیں۔ وہ نعت نگار ہیں "بہار ہو کہ خزاں"۔

راجا رشید محمود کی نعتوں کے مطالعے سے یہ بھی بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ وہ عقیدت کے جذبات کو معرضِ اظہار میں لانے پر بڑی حد تک قادر ہیں۔ طبیعت راہ دیتی ہے اور الفاظ و تراکیب ان کی معاونت کے لیے موجود۔ انسداد یا اٹکاؤ کا احساس کم از کم مطالعے کے دوران میں نہیں ہوتا۔ خود رشید محمود کو یہ اوگھٹ گھاٹی عبور کرتے وقت کس قدر مشقت اٹھانی پڑتی ہے، یہ وہ خود ہی جانیں۔ ظاہر ہے کہ کوئی ادب پارہ جس قدر معیاری ہو، اتنا ہی زیادہ جانکاہ ہوتا ہے اور راجا رشید محمود جان کھپاتے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی ظاہر ہے کہ ابھی وہ نعت کے مرحلۂ آغاز میں ہیں۔ اگر ان کے دل میں محبتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع اسی طرح روشن رہی (اور ہماری دعا ہے کہ وہ روشن رہے) تو ان شاء اللہ ان کی نعتوں میں دل افروزی اور روح افزائی کے عناصر بڑھتے جائیں گے۔

محمد منور

قطعۂ تاریخ

— ضیا محمد ضیا

ملی محمود صاحب کو سعادت — سجایا ہے شبستانِ عقیدت
۱۴۰۹ھ
بلاغت کا عجب دریا بہایا — کھلایا خوب گلزارِ فصاحت
ہوئے حاضر درِ ختم الرسل پر — لیے دامن میں گلہائے عقیدت
مشامِ جاں معطر ہو گیا ہے — کدھر سے آئی ہے یہ موجِ نکہت
ہُوا پھر کیف و سرمستی کا ساماں — ہُوا پھر اہتمامِ سوز و رقت
صلائے عام دی پیرِ مغاں نے — مبارک باد یارانِ طریقت
جنھیں توفیق ملتی ہے خدا سے — وہی سرکار کی کرتے ہیں مدحت
نہ ہر انساں کو ملتا ہے یہ اعزاز — نہ ہر شاعر کو ملتی ہے یہ عظمت
ملی ہو جن کو آگاہی کی دولت — ق جنھیں حاصل ہو عرفانِ حقیقت
عطا جن کو ہُوا ہو عشق کا سوز — ودیعت ہو جنھیں جذبِ محبت
ازل کے روز سے جن کو خدا نے — گدازِ قلب کی بخشی ہو نعمت
مئے صدق و یقیں سے ہوں جو سرشار — صفا سے آشنا ہو جن کی فطرت

وہی کرتے ہیں مدحِ سرورِ دیںؐ　　وہی لکھتے ہیں نعتِ شاہِؐ امت

نہ لیں کیوں دم بدم وہ نام اُن کا　　جنھیں اس نام میں ملتی ہو لذّت

وَرَفَعْنَا کہہ کے خود حق نے بیاں کی　　مقامِ سرورِ عالم کی رفعت

درخشاں ہے مثالِ مہرِ تاباں　　رسُولِؐ پاک کی پاکیزہ سیرت

شہنشاہوں کی شوکت سے سوا ہے　　غلامانِ شہِ بطحا کی سطوت

نہ ہوں کیوں اپنی خوش بختی پہ نازاں　　جنھیں سرکار سے حاصل ہے نسبت

بنے محمُود بھی مدّاحِ سرکار　　زہے قسمت، ملی اُن کو یہ عزّت

یہ ہے اُن پر خدا کا خاص احساں　　یہ ہے اُن پر خدا کی خاص رحمت

کیا ہے نعت کا دیواں مرتّب　　جو اُن کے جذبِ دل کی ہے علامت

جو ہے آئینۂ انوارِ عرفاں　　جو ہے گنجینۂ اسرارِ حکمت

برائے عاشقانِ شاہِؐ لولاک　　ہُوا کیا خوب سامانِ ضیافت

بُجھے گی تشنگی اس سے دلوں کی　　بڑھے گی اس سے رُوحوں کی لطافت

عجب لذّت ہے ذکرِ مصطفیٰؐ میں　　زباں کو اس سے ملتی ہے حلاوت

ضیاؔ اس کی اشاعت کا لکھو سال

ضیائے نیّرِ بُرجِ رسالت

۱　۹　۶　۷　۷

سالِ طباعت

صاحبزادہ رضیؔ شیرازی علی پوری

ہاں گر تو بپُرسی ز رضیؔ سالِ طباعت

"اذکارِ جمیلِ شہِ لولاکؐ" بگوییم!

۱　۹　۶　۷　۷

گفت است نعتِ سیّد و مولائے کائنات

ہر آں کہ نیک طینت و شیریں بیاں بود

آں خوش خصال مردِ رشید و سعید ہم

رطبُ اللّساں بہ مدحِ شہِ مرسلاں بود

جستم ز دل چو سال، بگفتا کہ اے رضیؔ

"واہ مدحِ فخرِ انبیا و مرسلاں" بود

۱　۳　۸　۹　۷

"ورفعنا لک ذکرک"

قمر یزدانی

یہ مجموعۂ رفعنا کی جسے شرحِ مبیں کہیے — رقم اس میں ہیں اوصافِ شفیع المذنبیں کہیے

ہے اظہارِ تعشق، نغمۂ نعتِ رسول اللہ — جسے مدح و ثنائے رحمۃ للعالمیں کہیے

۱۹۷۷   ۱۹۷۷ء

رواں ہے چشمۂ فیضانِ حق ارضِ محبت میں — بجھالیں پیاس آکر جملہ اربابِ یقیں، کہیے

۱۳۹۷ء

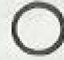
سجے گل ہائے غفراں سبدِ غفراں ہیں بحمد اللہ — بہاروں پہ ہے گلزارِ خیالاتِ حسیں، کہیے

۱۳۹۷ھ   ۱۳۹۷ھ

قمر! ہے جستجو تجھ کو اگر سالِ طباعت کی

تو پھر مجموعۂ نعتِ امام المتقیں کہیے

۱ ۳ ھ ۹ ۷



محمود کی یہ رفعتِ فکر و کلام واہ

لکھی ہے نعتِ سرورِ عالی مقام واہ

پوچھے جو کوئی اس کی طباعت کا سال تو

کہہ دو قمر کہ مدحتِ خیر الانام واہ

۱ ۳ ھ ۹ ۷

ھُوَالْقَاضِی الْحَاجَات

۱ ۳ ھ ۹ ۷

نعتِ رسولِ اشرف

۱ ۳ ھ ۹ ۷

شفیق من راجا رشید محمود

۱ ۳ ھ ۹ ۷

کے نعتیہ کلام

نسخۂ عالی صفات : "ورفعنا لک ذکرک"

۱۳۹۷ھ   ۱ ۳ ھ ۹ ۷

پر ایک شاعرانہ نظر

گلشنِ کُن میں ہُوا جس سے بہاروں کا وُرُود

ہو اسی رحمتِ خلّاقِ دو عالم پہ دُرُود

ہاتھ میں ساغرِ الماسِ عقیدت لے کر

۱۹۷۷ء

محفلِ نعت میں آئے ہیں جنابِ محمُود

منظرِ عام پہ ہے نعت کا دیواں آیا

حق تعالیٰ نے دکھایا ہے یہ روزِ مسعُود

ذکرِ رضواں میں ہے جلوۂ باغِ فردوس

۱۹۷۷ء   ۱۳۹۷ھ

نعتِ سرکار میں ہے حمدِ خدا بھی موجُود

سبد غفراں ہے یہ قندیلِ شبستانِ فقیر

۱۳۹۷ھ

نغمۂ عشق و محبت ہے بہ لحنِ داؤد

کاش مقبول ہو نذرانۂ اہلِ دانش

کاش مشکور ہو یہ سعیِ جنابِ محمود

وہ عبادت مرے اللہ کو منظور نہیں

جس عبادت میں ہو سرکار کی الفت مفقود

مدحِ محبوبِ خدا میں جو رہے گا مشغول

دو جہاں میں اُسے اللہ رکھے گا خوشنود

زندگی اپنی کرو وقف پئے نعتِ رسولؐ

روزِ محشر میں صلہ اس کا ہے خلدِ موعود

اے قمرؔ! کیوں نہ یہ کہہ دوں بزبانِ خالق

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ہے کلامِ محمود

۱۳۹۷ھ

ثنا خوانِ محبوبِ سبحانی

۱۳۹۷ھ

قمر یزدانی

پنوانہ۔ ضلع سیالکوٹ

ارمغانِ جاناں

۱۳۹۷ھ

ابوالطاہر فدا حسین فداؔ

اس شہِ کونین کی نعتوں کا مجموعہ ہے یہ — جس کی خاکِ پائے اقدس مطلعِ انوار ہے

مست جس کے عشق میں ہے نرگسِ شہلا کی آنکھ — محو جس کے حسن میں ہر دیدۂ بیدار ہے

بالیقیں یہ ذکر و فکرِ سرورِ کونینؐ کا — بے عدیل و بے نظیر و بے بہا شہکار ہے

کیوں نہ انساں بھی کریں مدح و ثنائے مصطفیٰؐ — ذرے ذرے کی زباں مدحتِ سرکار ہے

نقطے نقطے سے عیاں اس کے ہیں انوارِ نبیؐ — ہر دلِ تاریک جس سے اک تجلی زار ہے

ہے مرصع کچھ گہر ہائے مناقب سے بھی یہ — مظہرِ نورِ حقائق، مخزنِ اسرار ہے

خامۂ محمود کی اس میں ہیں کیا ضو پاشیاں — اس کے اک اک حرف میں تابانیٔ افکار ہے

لکھ سنِ تصنیف اس کا اے فداؔ! تو برمحل

بے سرِ انکار "ذکرِ سیدِ ابرار" ہے

۱۳۹۸-۱=۱۳۹۷ھ



حسین تر ہے یہ تصنیف و کاوشِ محمود

فداؔ! ہیں اہلِ سخن اس کے والہ و شیدا

میں سالِ طبع میں اس کے کچھ ایسے غلطاں ہوں

کہوں بیاضِ عقیدت کہ ذکر و فکرِ صفا

۱۳۹۷ھ ۱۳۹۷ھ

جذباتِ تشکّر و امتنان

- جناب ضیا محمد ضیا اور جناب حفیظ تائب نے میرے کلام کو نگاہِ اصلاح و انتخاب سے دیکھا
- ڈاکٹر سیّد عبداللہ، جناب اشفاق احمد، پروفیسر مرزا محمد منوّر اور جناب حفیظ تائب نے زیرِ نظر مجموعے پر اظہارِ خیال کیا
- صاحبزادہ رضی شیرازی، جناب ضیا محمد ضیا، جناب ابوالطاہر فدا حسین فدا اور جناب قمر یزدانی نے قطعہ ہائے تاریخِ اشاعت تحریر کیے
- جناب محمد یوسف نگینہ نے یہ نعتیں رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارادت اور مجھ سے محبّت کے جذبات کے ساتھ لکھیں
- جناب قمر یزدانی نے کتاب کا تاریخی نام تجویز کیا اور انتخابِ کلام سے طباعت کے مراحل تک کی نگرانی کی
- کتاب کی اشاعت مولانا محمد منشا تابش قصوری کی تحریک پر ہوئی
- پیارے ابّا جان راجا غلام محمد کے فیضانِ تربیت سے مجھے مدحتِ مصطفیٰ (علیہ التحیۃ والثنا) کی سعادت نصیب ہوئی

راجا رشید محمود

اظہر منزل، نیو شالامار کالونی۔ نواں کوٹ، لاہور